﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 30/اپریل 2010ء | 15/جمادی الاوّل 1431 ہجری قمری ✿ 30/شہادت 1389 ہجری شمسی | شمارہ 18

اللہ سے اس کا فضل مانگو

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت کشادگی کا انتظار ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب انتظار الفرج حدیث نمبر 3494)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

نوع انسان پرشفقت اوراس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اوراللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔

جولوگ غرباء کےساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کوحقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خوداس مصیبت میں مبتلانہ ہوجاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پرفضل کیا ہے اس کی شکرگزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کےساتھ احسان اورسلوک کریں اوراس خداداد فضل پرتکبر نہ کریں۔

امیری ایک زہر کھانا ہے۔اس کے اثر سے وہی بچ سکتا ہے جوشفقت علیٰ خلق اللہ کے تریاق کواستعمال کرے اورتکبر نہ کرے۔
بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے اس لئے انہیں امیروں کی امیری اورتمول پررشک نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ انہیں وہ دولت ملی ہے جوان کے پاس نہیں۔

27 ستمبر 1905ء فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ بہت رحیم وکریم ہے۔وہ ہرطرح انسان کی پرورش فرماتا اوراس پررحم کرتا ہے اوراسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اورمرسلوں کوبھیجتا ہے تاوہ اہل دنیا کوگناہ آلودزندگی سے نجات دیں۔مگرتکبّر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہوجاوے اس کے لئے روحانی موت ہے۔میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔متکبر شیطان کا بھائی ہوجاتا ہے۔اس لئے کہ تکبر ہی نے شیطان کوذلیل وخوار کیا۔اس لئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہوبلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے۔ان میں حد درجہ کی فروتنی اورانکسار ہوتا ہے اورسب سے بڑھ کرآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔آپؐ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔(اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم)۔یہ ہے نمونہ اعلیٰ اخلاق اورفروتنی کا۔اوریہ بات بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہروقت گرد وپیش حاضر رہتے ہیں۔اس لئے اگرکسی کے انکسار وفروتنی اورتحمل وبرداشت کا نمونہ دیکھنا ہوتو ان سے معلوم ہوسکتا ہے۔بعض مرد یاعورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمتگار سے ذرا کوئی کام بگڑا مثلاً چائے میں نقص ہوتو جھٹ گالیاں دینی شروع کردیں یاتازیانہ لے کرمارنا شروع کردیا اورذرا شوربے میں نمک زیادہ ہوگیا۔بس بیچارے خدمت گاروں پرآفت آئی۔دوسرے غرباء کے ساتھ معاملہ تب پڑتا ہے کہ وہ فاقہ مست ہوتے ہیں اورخشک روٹی پرگزارہ کرلیتے ہیں مگر یہ باوجود علم ہونے کے بھی پروانہیں کرتے۔وہ ان کوامتحان میں ڈالتے ہیں جب بصورت سائل آتے ہیں۔خدا تعالیٰ توذرہ ذرہ کا خالق ہے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔یہ غریبوں کے ساتھ ہی معاملہ کرکے سمجھا جاتا ہے کہ کس قدر نا خداترسی سے حصہ لیتا ہے یالے گا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بعض بندوں سے فرمائے گا کہ تم بڑے برگزیدہ ہواور میں تم سے بہت خوش ہوں کیونکہ میں بہت بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔میں ننگا تھا تم نے کپڑا دیا۔میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔میں بیمار تھا تم نے میری عیادت کی۔وہ کہیں گے کہ یااللہ تُو توان باتوں سے پاک ہے۔توکب ایسا تھا جوہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب وہ فرمائے گا کہ میرے فلاں فلاں بندے ایسے تھے تم نے ان کی خبرگیری کی۔وہ ایسا معاملہ تھا کہ گویا تم نے میرے ساتھ ہی کیا۔پھر ایک اَور گروہ پیش ہوگا۔ان سے کہے گا کہ تم نے میرے ساتھ برا معاملہ کیا۔میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔پیاسا تھا پانی نہ دیا۔ننگا تھا کپڑا نہ دیا۔میں بیمار تھا میری عیادت نہ کی۔تب وہ کہیں گے کہ یااللہ تعالیٰ تُو توایسی باتوں سے پاک ہے۔توکب ایسا تھا جوہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا۔اس پرفرمائے گا کہ میرا فلاں فلاں بندہ اس حالت میں تھا اور تم نے ان کے ساتھ ہمدردی اورسلوک نہ کیا وہ گویا میرے ہی ساتھ کرنا تھا۔

غرض نوع انسان پرشفقت اوراس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اوراللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔دوسروں کوحقیر سمجھا جاتا ہے۔ان پرٹھٹھے کئے جاتے ہیں۔ان کی خبرگیری کرنا اورکسی مصیبت اورمشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔جولوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کوحقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خوداس مصیبت میں مبتلانہ ہوجاویں۔اللہ تعالیٰ نے جن پرفضل کیا ہے اس کی شکرگزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اورسلوک کریں اوراس خداداد فضل پرتکبر نہ کریں اوروحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔خوب یاد رکھو کہ امیری کیا ہے؟ امیری ایک زہر کھانا ہے۔اس کے اثر سے وہی بچ سکتا ہے جوشفقت علیٰ خلق اللہ کے تریاق کواستعمال کرے اورتکبر نہ کرے۔لیکن اگر وہ اس کی شیخی اورگھمنڈ میں آتا ہے تونتیجہ ہلاکت ہے۔ایک پیاسا ہواورساتھ کنواں بھی ہولیکن کمزور ہواورغریب ہواورپاس ایک متمول انسان ہوتووہ محض اس خیال سے کہ اس کوپانی پلانے سے میری عزت جاتی رہے گی اس نیکی سے محروم رہ جائے گا۔اس نخوت کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ نیکی سے محروم رہا اورخدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آیا۔پھراس سے کیا فائدہ پہنچا۔یہ زہر ہوا یا کیا؟ وہ نادان ہے سمجھتا نہیں کہ اس نے زہر کھائی ہے لیکن تھوڑے دنوں کے بعد معلوم ہوجائے گا کہ اس نے اپنا اثر کرلیا ہے اوروہ ہلاک کردے گی۔

یہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے اس لئے انہیں امیروں کی امیری اورتمول پررشک نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ انہیں وہ دولت ملی ہے جوان کے پاس نہیں۔ایک غریب آدمی بیجا ظلم، تکبر، خود پسندی، دوسروں کوایذا پہنچانے اتلاف حقوق وغیرہ بہت سی برائیوں سے مفت میں بچ جائے گا۔کیونکہ وہ جھوٹی شیخی اورخود پسندی جوان باتوں پراسے مجبور کرتی ہے اس میں نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب کوئی ماموراورمرسل آتا ہے توسب سے پہلے اس کی جماعت میں غرباء داخل ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کوتکبر نہیں ہوتا۔دولت مندوں کویہی خیال اورفکر رہتا ہے کہ اگرہم اس کے خادم ہوگئے تولوگ کہیں گے کہ اتنا بڑا آدمی ہوکر فلاں شخص کا مرید ہوگیا ہے اوراگر ہوبھی جاوے تب بھی وہ بہت سی سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔اِلاّ ماشاء اللہ۔کیونکہ غریب تواپنے مرشد اورآقا کی کسی خدمت سے عار نہیں کرے گا مگر یہ عار کرے گا۔ہاں اگر خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے اوردولتمند آدمی اپنے مال ودولت پرناز نہ کرے اوراس کوبندگان خدا کی خدمت میں صرف کرنے اوران کی ہمدردی میں لگانے کے لئے موقع پائے اوراپنا فرض سمجھے توپھر وہ ایک خیر کثیر کا وارث ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 37تا 439 جدید ایڈیشن)

انقلاب حقیقی کا قیام اور ہماری ذمہ داریاں

(انتخاب از تحریرات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

سورۃ الصّف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ۔ (الصف:10)

یعنی ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لائے ہوئے کلام کو ساری دنیا میں پھیلا دے گا اور سب دوسرے ادیان پر غالب کر دے گا۔

خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی یہی آیت الہاماً نازل ہوئی ہے تا یہ بتایا جائے کہ وہ زمانہ جس میں اس کا ذکر تھا آ پہنچا ہے۔ پُرانے مفسرین بھی اسی امر پر متفق ہیں کہ یہ آیت آخری زمانہ کے متعلق ہے اور کہ یہ کام مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہونے والا ہے۔

غرض ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ بعثتِ اُولیٰ میں تو قیامِ دین کا کام مقدر تھا اور بعثتِ ثانیہ میں باقی مذاہب پر اسلام کو غالب کر دینے کا کام مقدر ہے یعنی

(1) دلائل و براہین سے ان کے متبعین کو اسلام میں داخل کرنا۔ اور

(2) ان کی تہذیب و تمدّن کو مٹا کر اسلامی تمدّن اور تہذیب کو اس کی جگہ قائم کر دینا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے مسیح موعودؑ کو محض اسی مقصد کے لئے بھیجا ہے۔ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ تا کہ تمام دینوں پر وہ اسلام کو غالب کر دے۔

غلبۂ اسلام کے ذرائع

اب دیکھنا چاہئے کہ تمام ادیان پر اسلام کا کُلّی غلبہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ اگر خالی تعلیم لی جائے اور یہ خیال کیا جائے کہ ہر مذہب کے چند آدمیوں کو ہم اپنے اندر شامل کر لیں گے تو یہ ان کے ادیان پر غلبہ نہیں کہلا سکتا کیونکہ ادیانِ باطلہ بہرحال موجود رہیں گے اور وہ اسلام سے الگ ہوں گے۔ اسلام کا ان پر کوئی غلبہ نہیں ہوگا۔ پس لازماً ماننا پڑتا ہے کہ غلبہ کے یہ معنی نہیں۔

بلکہ غلبہ کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح آج باوجود مذاہب کے اختلاف کے مغربی تہذیب دنیا پر غالب آئی ہوئی ہے اسی طرح ہمارا کام ہے کہ ہم اسلامی تمدّن اور اسلامی تہذیب کو اس قدر رائج کریں کہ لوگ خواہ عیسائی ہوں مگر ان کی تہذیب اور ان کا تمدّن اسلامی ہو۔ لوگ خواہ یہودی ہوں مگر ان کی تہذیب اور ان کا تمدّن اسلامی ہو، لوگ خواہ مذہباً ہندو ہوں مگر ان کی تہذیب اور ان کا تمدّن اسلامی ہو۔ یہ چیز ہے جس کے پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا کہ تہذیبِ اسلامی کو اتنا رائج کیا جائے کہ اگر کچھ حصہ دنیا کا اسلام سے باہر بھی رہ جائے پھر بھی اسلامی تہذیب ان کے گھروں میں داخل ہو جائے اور وہ وہی تمدّن قبول کریں جو اسلامی تمدّن ہو۔ گویا جس طرح آج کل لوگ کہتے ہیں کہ مغربی تمدّن بہتر ہے۔ اسی طرح دنیا میں ایک ایسی رَو چل پڑے کہ ہر شخص یہ کہنے لگ جائے کہ اسلامی تمدّن ہی سب سے بہتر ہے۔

اِنقلاب حقیقی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کو اگر دیکھا جائے تو ان میں اس دعویٰ کا وجود پایا جاتا ہے۔ چنانچہ:

(1) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف ہے جس میں آپ نے دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں:۔

''ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔'' (تذکرہ صفحہ193 ایڈیشن چہارم)

چشمہ مسیحی میں آپ اس کشف کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''اس کشف کا مطلب یہ تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے۔''

(تذکرہ صفحہ193 ایڈیشن چہارم)

(2) پھر الہام ہے یُحۡیِ الدِّیۡنَ وَیُقِیۡمُ الشَّرِیۡعَةَ (تذکرہ صفحہ70 ایڈیشن چہارم) مسیح موعود دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔

(3) اسی طرح الہام ہے۔ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا (تذکرہ صفحہ78 ایڈیشن چہارم) کہ یاد رکھو اسلامی لحاظ سے دنیا مرگئی اور اب اس نے مسیح موعود کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اسے دوبارہ زندہ کرے۔

(4) چوتھا الہام مخالفین کی نسبت ہے کہ ''زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں فَسَحِّقۡهُمۡ تَسۡحِیۡقًا'' (تذکرہ صفحہ509 ایڈیشن چہارم) اس الہام میں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ لوگوں کو زمانہ کے فیشن کا خیال ہے لیکن وہ فیشن جو حقیقی حیات پیدا کرتا ہے اس سے دور جا پڑے ہیں اس لئے وہ پیس دیئے جائیں گے اور دعا سکھائی گئی ہے کہ کہو اے خدا! تو ان لوگوں کو مٹا دے اور نوحؑ کے زمانہ کی طرح ان پر تباہی لا تا مغربی تمدّن اور مغربی تہذیب کی جگہ دنیا میں اسلامی تمدّن اور اسلامی تہذیب قائم ہو۔

(5) پانچواں الہام ہے۔ مَاۤ اَنَا اِلَّا کَالۡقُرۡاٰنِ وَسَیَظۡهَرُ عَلٰی یَدَیَّ مَا ظَهَرَ مِنَ الۡفُرۡقَانِ (تذکرہ صفحہ674 ایڈیشن چہارم) کہ اے مسیح موعود! تُو لوگوں سے کہہ دے کہ میں تو قرآن کی طرح ہوں جس طرح قرآن نے پہلے زمانہ میں تبدیلی کی ہے ویسی ہے تبدیلی میرے زمانہ میں بھی ہوگی۔

(6) چھٹا الہام ہے۔ ''آسمانی بادشاہت'' (تذکرہ صفحہ679 ایڈیشن چہارم) یعنی خدا کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کیا جائے گا۔

اِن آیات والہامات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض یہ ہے کہ موجودہ مغربی تہذیب کے دَور کو مِٹا کر اسلام کے عقائد، اس کی شریعت، اس کے تمدّن، اس کی تہذیب، اس کے علوم، اس کے اقتصاد، اس کی سیاست، اس کی معاشرت اور اس کے اخلاق کو قائم کیا جائے۔ اس تبدیلی کا کچھ حصہ شخصی ہے جیسے نمازیں پڑھنا یا روزے رکھنا اور کچھ قومی۔ شخصی حصہ تو وعظ اور شخصی کوشش کو چاہتا ہے یعنی لوگوں کو کہا جائے کہ وہ نمازیں پڑھیں، وہ روزے رکھیں، وہ حج کریں، وہ صدقہ وخیرات دیں اور پھر جو لوگ اس وعظ و نصیحت سے متأثر ہوں وہ اپنے اپنے طور پر نیکی کے کاموں میں مشغول ہو جائیں۔ لیکن قومی حصہ ایک زبردست نظام چاہتا ہے مثلاً اگر ہم خود نمازیں پڑھنے والے ہوں تو یہ ضروری نہیں کہ باقی بھی نمازیں پڑھنے والے ہوں۔ اگر اور کوئی بھی شخص نماز نہیں پڑھتا تو ہماری اپنی نماز ہی ہمارے لئے کافی ہوگی۔ لیکن بعض احکام ایسے ہیں جو ایک نظام چاہتے ہیں اور ہم انہیں اس وقت تک بجا نہیں لا سکتے جب تک دوسرے بھی وہی کام نہ کریں۔ جیسے نماز ہے یہ اکیلے تو ہم پڑھ سکتے ہیں لیکن باجماعت نماز اس وقت تک نہیں پڑھ سکتے جب تک دوسرا شخص ہمارے ساتھ نہ ہو۔ پس نماز باجماعت ایک نظام چاہتی ہے۔ یعنی ضروری ہے کہ ایک امام ہو اور اس کے پیچھے ایک یا ایک سے زائد مقتدی ہوں۔ بیسیوں اور احکام ایسے ہیں جو ایک زبردست نظام چاہتے ہیں ایسا نظام کہ جس میں انکار کی کوئی گنجائش نہ ہو۔

عقائد کے میدان میں جماعتِ احمدیہ کی فتح

اس وقت ہماری جماعت جیسا کہ ظاہر و ثابت ہے عقائد کے میدان میں عظیم الشان فتح حاصل کر چکی ہے اور ہماری اس فتح کا دشمن کو بھی اقرار ہے۔ چنانچہ دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب کہا کہ مسیح ناصریؑ فوت ہو چکے ہیں تو تمام غیر احمدی یک زباں ہو کر پکار اٹھے کہ یہ کفر ہے، یہ کفر ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر انہوں نے آپ پر کُفر کے فتوے لگائے اور یہ کہا کہ آپ مسیح کی ہتک کرتے ہیں۔ مگر آج چلے جاؤ دنیا میں تعلیم یافتہ لوگوں میں سے بہت سے ایسے نظر آئیں گے جو نہیں اب مُردہ ہی یقین کرتے ہیں اور اکثر ایسے نظر آئیں گے جو گو منہ سے اقرار نہ کریں مگر یہ ضرور کہیں گے کہ مسیح زندہ ہو یا مر گیا ہو، ہمیں اُس سے کیا تعلق ہے؟ یہ کونسی ایسی اہم بات ہے کہ ہم اس کے پیچھے پڑیں؟ یہ تبدیلی بتاتی ہے کہ دشمن بھی تسلیم کرتا ہے کہ اب اس حربہ سے وہ ہمارے مقابلہ میں نہیں لڑ سکتا۔

پھر دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو کفر کا فتویٰ لگا، اس میں کفر کی ایک وجہ یہ بھی قرار دی گئی تھی کہ آپ قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کے قائل نہیں۔ گزشتہ علماء سے بعض تو گیارہ سَو آیتوں کو منسوخ قرار دیتے تھے، بعض چھ سَو آیتوں کو منسوخ سمجھتے تھے اور بعض اس سے کم آیتیں منسوخ بتلاتے تھے۔ یہاں تک کہ تین آیتوں کے نسخ کے قائل تو وہ بھی تھے جو نسخ کے جواز کو خطرناک خیال کرتے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ سب لغو اور بیہودہ باتیں ہیں۔ سارا قرآن ہی قابلِ عمل ہے۔ اور پھر جن آیتوں پر اعتراض کیا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ یہ منسوخ ہیں، ان کے آپ نے ایسے عجیب وغریب معارف بیان فرمائے کہ یوں معلوم ہونے لگا کہ اصل آیتیں قرآن کی تو تھیں ہی یہی اور ایک ایسا مخفی خزانہ ان میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نکال کر باہر رکھ دیا کہ دنیا حیران ہوگئی کہ اب تک یہ امور ہماری نظروں سے کیوں پوشیدہ تھے۔ لیکن اُس وقت جب آپ نے یہ باتیں کہیں آپ پر کُفر کے فتوے لگائے گئے آپ کو بُرا بھلا کہا گیا اور آپ کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلایا گیا۔ حالانکہ یہ ایسا لطیف نکتہ تھا کہ اگر دنیا کی کسی عقلمند قوم کے سامنے اسے پیش کیا جاتا تو اس پر شادیِ مرگ کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ مگر آج جاؤ اور دیکھو کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ تمہیں نظر آئے گا کہ سو میں سے ننانوے مولوی کہہ رہا ہے کہ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور وہ انہی آیتوں کو جن کو پہلے منسوخ کہا کرتے تھے قابلِ عمل قرار دیتے اور ان کے وہی معنی کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے۔

غلبۂ احمدیت اور عمل کا میدان

غرض عقائد کے بارہ میں تو ہم نے مخالفین کو ہر میدان میں شکست دی ہے لیکن جہاں عقائد کے میدان میں ہم نے مخالفوں پر عظیم الشان فتح حاصل کی ہے وہاں عمل کے میدان میں ہمیں یہ بات نظر نہیں آتی اور ہم کم سے کم دنیا کے سامنے یہ امر دعویٰ سے پیش نہیں کر سکتے کہ اس میدان میں بھی ہم نے اپنے مخالفوں کو شکست دے دی ہے اور بجائے کسی اور نظام کے اسلامی نظام قائم کر دیا ہے۔

کامل تنظیم اور عملی تکمیل

اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے عملی تکمیل بغیر ایسی کامل تنظیم کے نہیں ہوسکتی جس میں انکار کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ مگر اس وقت تک ہماری جماعت صرف عقائد کی درستی، شخصی جدوجہد اور چندہ جمع کرنے کا کام کر سکی ہے حالانکہ شخصی جدوجہد کبھی نظامِ کامل کے قیام میں کامیاب نہیں ہوسکتی کیونکہ:۔

(1) اکثر لوگ شریعت کے غوامض سے واقف نہیں ہوتے اس لئے ان کی جدوجہد ناقص ہوتی ہے اور وہ شریعت کو دنیا میں قائم نہیں کر سکتے کیونکہ کئی مسئلے انہیں معلوم ہی نہیں ہوتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سو میں سے دس مسائل تو وہ قائم کرتے ہیں مگر نوے چھوڑ جاتے ہیں۔

(2) دوسرے جو لوگ واقف ہوتے ہیں ان میں سے ایک حصہ سُست بھی ہوتا ہے اور ایک حد تک تحریک اور تحریص اور خارجی دباؤ کا محتاج ہوتا ہے اور قوم کو انہیں نوٹس دینا پڑتا ہے کہ اگر ہمارے ساتھ ملنا چاہتے ہو تو عملی رنگ میں کام کرو نہیں تو ہم سے الگ ہو جاؤ۔

(3) تیسرے جو لوگ ناواقفی سے یا سُستی سے شریعت کے خلاف چلیں، ان کا بہت بُرا اثر دوسروں پر پڑتا ہے اور وہ ان کو دیکھ کر بعض دفعہ اسی کو اپنا دین سمجھ لیتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی کامیاب تاجر ہو اور اس نے دین کے کسی مسئلہ پر عمل کرنے میں سُستی کی ہو تو لوگ اس کی مثال دے کر کہنے لگ جاتے ہیں کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر بھلا یہ دین میں سُستی کر سکتا ہے؟ اور اس طرح اس کے غلط عمل کو دین سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ بالکل ممکن ہے ایک شخص بڑا تاجر ہو یا بڑا دولتمند ہو لیکن دین کے معاملہ میں وہ بالکل جاہل ہو اور ایک فقیر اور کنگال شخص زیادہ دیندار اور زیادہ مسائلِ شرعیہ سے واقف ہو۔ پس ایسے لوگوں کا دوسروں پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے اور بعض دفعہ وہ انہی کی غلط باتوں کو دین سمجھنے لگ جاتے ہیں اور یا پھر بعض دفعہ یہ اثر قبول کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر91

گزشتہ قسط میں ہم نے لقاء مع العرب کے بارہ میں بات کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن خلیج کی جنگ اوراس پرحضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے تجزیے، نصائح ،مشورے اوردعائیں وغیرہ وہ اہم مضمون ہے جس کی جگہ تاریخی اعتبار سے اس سے پہلے بنتی ہے۔اس لئے اب لقاء مع العرب کا مضمون اس کے بعد ہی بیان کیا جائے گا۔

خلیج کا بحران

2؍اگست 1990ء کوعراق کے کویت پر حملے سے ارض عرب پر ایک ایسی جنگ کی ابتدا ہوئی جس کا نتیجہ آج یہ ہے کہ استعماری طاقتوں کا اثر ونفوذ ان ممالک میں پہلے سے کہیں بڑھ گیا ہے،ان ممالک کے قدرتی وسائل اور دولت کو بری طرح لوٹا گیا اور آج تک لوٹا جارہا ہے،عراق اس آگ میں جل کر راکھ ہو گیا ہے اور ہنستے بستے لوگ آج لقمہء عیش اور مسکن وماویٰ کی تلاش میں سرگرداں ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ اس پورے عرصہ میں دوران جنگ اور پھر گروہی فسادات میں اسلام کے نام پر ایسے تصرفات روا رکھے گئے جس کی وجہ سے اسلام کا نام بدنام ہوا اور اس کی تعلیمات کی تصویر نہایت شرمناک صورت میں پیش کی گئی۔اور پھر اس جنگ کے نتیجہ کے طور پر ہی پوری دنیا میں عمومًا بعض ایسے تکلیف دہ اور انسانیت سوز واقعات ہوئے جن میں اسلام کو ہی ملزم قرار دیا گیا اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ آج اسلام مخالف جو تحریکات جنم لے رہی ہیں اور جو اسلام کے خلاف نفرت وعداوت کے جذبات پیدا ہورہے ہیں اور جو نازیبا اور ناشائستہ کارروائیاں ہورہی ہیں شاید ان امور کی منظّم اور محسوس ومشہود طور پر ابتدا اسی جنگ سے ہی ہوئی۔

اس جنگ میں شروع سے لے کر آج تک متعدد عرب اور اسلامی ممالک ایک فریق کی حیثیت سے ایک مسلمان ملک کا ساتھ دیتے ہوئے دوسرے مسلمان ملک اور اس کے معصوم عوام کے خلاف کاروائیوں میں شریک رہے ہیں۔جلسہ جلوس، مظاہرات،جلاؤ گھیراؤ ، جملے بازیاں اور بالآخر خودکش دھماکوں جیسے واقعات روزمرہ کا معمول ہوگیا۔

ایسے میں صرف ایک آواز ایسی تھی جو حق کی آواز کہلائی ،جس نے انصاف کی بات کی،جس کی محبتیں، ہمدردیاں اور جذبات دعاؤں میں ڈھلتے ہوئے مخلصانہ اور تقویٰ پر مبنی مشوروں اور نصائح میں بدلتی گئیں۔یہ آواز امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تھی۔آپ نے اس حادثہ کی ابتداء سے ہی یعنی جنگ کی ابتدا کے اگلے روز 3؍اگست 1990ء سے ہی خطبات جمعہ کے ذریعہ عالم اسلام کی عموماً اور عرب ممالک کی خصوصاً راہنمائی فرمائی۔ آپ نے ان خطبات میں اس ہولناک جنگ کے پس پردہ عوامل اور مہلک مضمرات کے علاوہ عالم اسلام پر مرتب ہونے والے اس کے دوررس اثرات کا نہایت گہری نظر سے تجزیہ فرمایا اور صہیونیت اور مغربی طاقتوں کی ان خطرناک سازشوں سے پردہ اٹھایا جو وہ عالم اسلام کے خلاف کررہے ہیں۔آپ نے امت مسلمہ کو ان مہیب خطرات سے بھی متنبہ فرمایا جو مستقبل میں انہیں پیش آسکتے ہیں نیز دردمند دل کے ساتھ ایسی بیش قیمت نصائح سے نوازا جن پر عمل پیرا ہونے سے دین ودنیا سدھر سکتے تھے۔آپ نے واضح فرمایا کہ دنیا میں پائیدار امن اور بنی نوع انسان کی حقیقی آزادی اور خوشحالی کی ضمانت صرف وہ نظام دے سکتا ہے جس کی بنیاد قرآن کریم کے پیش کردہ نظام عدل پر ہو۔لیکن افسوس کہ ان ملکوں نے اس آواز پر کان نہ دھرے اور آج انہی آفتوں اور مصیبتوں کی زد میں آگئے ہیں جن کے خدشہ کا حضور انورؒ نے اپنے خطبات میں اظہار فرمایا تھا۔

اس ساری صورتحال کے بارہ میں مفصل معلومات کے لئے ان خطبات کا مطالعہ بہت ضروری ہے جو ''خلیج کا بحران اور نظام جہان نو'' کے نام سے چھپ چکے ہیں۔

ہم ذیل میں اس کتاب سے بعض اقتباسات قارئین کرام کی نظر کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے قارئین کرام کو حضور انورؒ کے گہرے تجزیات ،مبنی برحق کلمات، اور مخلصانہ مشوروں کی افادیت کا اندازہ ہوسکے گا۔ یہ اقتباسات ایک خاص ترتیب اور ذیلی عناوین کے اضافہ کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

ایک فرض کی ادائیگی

کسی کے ذہن میں خیال آسکتا ہے کہ حضور انورؒ نے کیوں اتنے خطبات میں اس مضمون کو بیان فرمایا، اور کیوں عالم اسلام کے لئے یہ تمام امور بیان فرمائے۔اسکا جواب حضور انورؒ نے خودیوں ارشاد فرمایا:

۞...... ''ہم اسلام کے وفادار ہیں اور اسلامی قدروں کے وفادار ہیں...... ہمارا یہ طرز عمل خالصۃً للہ ہے...... ہماری پناہ ہمارے خدا میں ہے۔ہمارا توکل ہمارے مولا پر ہے اور ہمیں دنیا کی سیاستوں سے کوئی خوف نہیں۔

اس ضمن میں میں آپ کو ایک خوشخبری بھی دینی چاہتا ہوں کہ جو نصیحت میں نے کی ہے یہ نصیحت حقیقت میں آج میرے مقدر میں تھی کہ میں ضرور کروں اور خدا نے اس کا آج سے بہت پہلے فیصلہ کرلیا تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام حمامۃ البشریٰ میں یہ لکھتے ہیں کہ:

إن ربی قد بشّرنی فی العرب وألهمنی أن أمونهم، وأريهم طريقهم، وأصلح لهم شئونهم، وستجدونی فی هذا الأمر إن شاء الله من الفائزين۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ7 روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 182)

یعنی میرے ربّ نے عرب کی نسبت مجھے بشارت دی ہے اور الہام کیا ہے کہ میں ان کی خبر گیری کروں اور ٹھیک راہ بتاؤں اور ان کا حال درست کروں اور انشاء اللہ تم مجھے اس معاملہ میں کامیاب وکامران پاؤ گے۔

پس خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کو جس فریضہ کی ادائیگی پر مامور فرمایا، آج آپ کے ادنیٰ غلام کی حیثیت سے میں آپ کی نمائندگی میں اس فریضے کو ادا کر رہا ہوں اور اس الہام کی خوشخبری کی روشنی میں تمام عالم اسلام کو بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ ان عاجزانہ غریبانہ نصیحتوں پر عمل کریں گے تو بلاشبہ کامیاب اور کامران ہوں گے، اور دنیا میں بھی سرفراز ہوں گے اور آخرت میں بھی سرفراز ہوں گے۔لیکن اگر خدانخواستہ انہوں نے اپنے عارضی مفادات کی غلامی میں اسلام کے مفادات کو پرے پھینک دیا اور اسلامی تعلیم کی پرواہ نہ کی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کو دنیا اور خدا کے غضب سے بچا نہیں سکے گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17؍اگست1990ء)

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا

۞...... ''ہماری تو ایک درویشانہ اپیل ہے ، ایک غریبانہ نصیحت ہے اگر کوئی دل سے اسے سنے اور سمجھے اور قبول کرے تو اس کا اس میں فائدہ ہے کیونکہ یہ قرآنی تعلیم ہے جو میں پیش کررہا ہوں اور اگر تکبر اور رعونت کی راہ سے ہماری اس نصیحت کو ردّ کردیا گیا تو مَیں آج آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ اتنے بڑے خطرات عالم اسلام کو درپیش ہونے والے ہیں پھر مدتوں تک سارا عالم اسلام نوحہ کناں رہے گا۔اور روتا رہے گا،اور دیواروں سے سر ٹکراتا رہے گا اور کوئی چارہ پیش نہیں جائیگا کہ اپنی ان کھوئی ہوئی طاقتوں اور وقار کو حاصل کرلے جو اس وقت عالم اسلام کا دنیا میں بن رہا ہے اور مزید بن سکتا ہے۔عملاً اس وقت مسلمان ممالک ایک ایسی منزل پر پہنچ چکے ہیں جہاں سے اگر خاموشی اور حکمت کے ساتھ اور فساد مچائے بغیر وہ قدم آگے بڑھائیں تو اگلے دس یا پندرہ سال کے اندر عالم اسلام اتنی بڑی طاقت بن سکتا ہے کہ غیر اس کو ٹیڑھی نظر سے نہیں دیکھ سکیں گے اور چاہیں بھی تو ان کی پیش نہیں جائے گی۔اور اگر آج ٹھوکر کھائی ، آج غلطی کی تو ایک ایسی خطرناک منزل ہے کہ یہاں سے پھر ٹھوکر کھا کر ایک ایسی غار اور ایسی تباہی کے گڑھے میں بھی گر سکتے ہیں جہاں سے پھر واپسی ممکن نہیں رہے گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17؍اگست1990ء)

کل رونما ہونے والی باتیں

۞...... ''دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کو اب بھی عقل دے اور وہ اس ظلم میں غیر مسلم قوموں کے شریک نہ بنیں اور اس بات کے روادار نہ ہوں کہ ......تاریخ عالم میں ہمیشہ کے لئے ایک ایسی قوم کے طور پر لکھے جائیں جنہوں نے اپنی زندگی کے نہایت منحوس فیصلے کئے تھے۔ایسے فیصلے کئے تھے جو بدترین سیاہی سے لکھے جانے کے لائق بنتے ہیں۔جس کے نتیجے میں دنیا کے اندر ایسے تغیرات برپا ہونے ہیں اور آئندہ لکھنے والا لکھے گا کہ ایسے تغیرات برپا ہو چکے ہیں کہ ان فیصلوں کے بعد پھر دنیا کا امن ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا اور امن کے نام پر جو جنگ لڑی گئی تھی اس نے اور جنگوں کو جنم دیا اور ساری دنیا میں بدامنی پھیلتی چلی گئی۔ مؤرخ نے یہ باتیں جو بعد میں لکھنی ہیں آج ہمیں دکھائی دے رہی ہیں کہ یہ کل رونما ہونے والی ہیں۔

اگر مسلمان ممالک نے ہوش نہ کی اور بروقت اپنے غلط اقدامات کو واپس نہ لیا اور اپنی سوچوں کی اصلاح نہ کی اور اگر یہ انہی باتوں پر قائم رہے تو عراق مٹتا ہے یا نہیں مٹتا ، یہ تو کل دیکھنے کی بات ہے مگر اس سارے علاقے کا امن ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا اور کبھی عرب اپنی پہلی حالت کی طرف دوبارہ واپس نہیں لوٹ سکیں گے۔اسرائیل پہلے سے بڑھ کر طاقت بن کر ابھرے گا اور اسرائیل کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کے متعلق کوئی عرب طاقت لمبے عرصہ تک سوچ بھی نہیں سکے گی۔اسکے نتیجہ میں تمام دنیا میں شدید مالی بحران پیدا ہوں گے۔اور چونکہ آج کل دنیا کے ترقی یافتہ ممالک خود مالی بحران کا شکار ہیں اس لئے تیسری دنیا کے مالی بحران کے نتیجے میں ایسے اثرات پیدا ہوں گے کہ اور جنگیں چھڑیں گی اور دنیا کا امن دن بدن برباد ہوتا چلا جائے گا۔ اگر آج مسلمان ممالک نے اصلاح احوال نہ کی تو مختصرًا یہ کچھ ہے جو آئندہ پیش آنے والا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11؍جنوری1991ء)

کیا بعد کے واقعات اور آج کی عالمی صورتحال یہی نقشہ پیش نہیں کررہی جو آج سے قریباً 20 سال قبل حضور انورؒ نے بیان فرمایا تھا؟

تنازعات کے حل کے بارہ میں اسلامی تعلیم

۞...... ''مسلمانوں کے ردّعمل کا جہاں تک حال ہے یہ ایک نہایت ہی خوفناک اور افسوسناک ردعمل ہے......قرآن کریم یہ فرماتا ہے کہ: فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (سورۃ النساء آیت:60) جب تم آپس میں اختلاف کیا کرو تو محفوظ طریق کار یہی ہے اور اسی میں امن ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی طرف بات کو لوٹایا کرو۔قرآن اور سنت جس طرف چلنے کا مشورہ دیں اسی طرف چلو اسی میں تمہارا امن ہے اور اسی میں تمہاری بقاء ہے۔اس لئے بجائے اس کے کہ دنیا کے سیاستدانوں کے ساتھ جوڑتوڑ کر کے اپنے معاملات طے کرنے کی کوشش کرو، قرآنی تعلیم کی طرف لوٹو......اور وہ یہ ہے کہ صرف ایک قوم کے مسلمان نہیں بلکہ ہر ایسے جھگڑے کے وقت جس مین دو مسلمان ممالک ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہونے والے ہوں تمام مسلمان ممالک اکٹھے ہوکر سر جوڑ کر اس ایک ملک پر دباؤ ڈالیں جو ان کے نزدیک شرارت کررہا ہو اور پھر انصاف کے ساتھ ان دونوں کے معاملات سن کر صلح کرانے کی کوشش کریں اگر اس کے باوجود صلح نہ ہو اور ایک دوسرے پر حملہ سے باز نہ آئے تو یہ مسلمان ممالک کا کام ہے کہ وہ اس ایک ملک کا مقابلہ کریں اور اس میں غیروں سے مدد کا کہیں ذکر نہیں فرمایا گیا۔اگر اس تعلیم کو پیش نظر رکھا جاتا تو یہ حالات جو آج بد سے بدتر صورت اختیار کرچکے ہیں اور نہایت ہی خطرناک صورت اختیار کرچکے ہیں ان کی بالکل اور کیفیت ہوتی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17؍اگست1990ء)

یرغمالیوں کے بارہ میں عراق کی راہنمائی

……’’حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ساری زندگی اور اس زندگی میں ہونے والے تمام غزوات گواہ ہیں کہ ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ جس قوم کے ساتھ اسلام کی فوجیں برسرپیکار تھیں ان کے آدمی جو مسلمانوں کے قبضہ قدرت میں تھے ان سے ایک ادنیٰ بھی زیادتی ہوئی ہو۔ وہ کلیۃً آزاد تھے۔ جس طرح چاہتے زندگی بسر کرتے اور کسی ایک شخص نے بھی ان پر کبھی کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ اسلام تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر کوئی پناہ مانگتا ہے تو خواہ وہ دشمن قوم سے تعلق رکھنے والا ہو اس کو پناہ دو لیکن عراق نے اسلام کے اس اخلاق کے پیمانے کو کلیۃً نظرانداز کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تمام برٹش قوم سے تعلق رکھنے والے جو کسی حیثیت سے کویت میں یا عراق مین زندگی بسر کررہے تھے اور تمام امریکن جو ان علاقوں میں موجود تھیان کو نہ ملک چھوڑنے کی اجازت ہے نہ اپنے گھرں میں رہنے کی اجازت ہے ۔وہ فلاں فلاں ہوٹل میں اکٹھے ہوجائیں۔ اسی طرح دیگر غیرملکیوں کو بھی جو اسلامی مما لک سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کو بھی باہر نکلنے کی اجازت نہیں۔

اب ظاہر ہے کہ جس طرح یہ معاملہ آگے بڑھ رہا ہے انکو Hostages کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔ اب یہ بات اپنی ذات میں کلیۃً اسلامی اخلاق تو درکنار دنیا کے عام مروجہ اخلاق کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے اخلاق ہیں کہاں؟ ……اب حال ہی میں یہ جو یونائیٹڈ نیشنز کے ریزولیوشنز کو بہانہ بنا کر تمام طرف سے عراق کا Blockade کیا گیا یعنی فوجی اقدام کے ذریعے عراق میں چیزوں کا داخلہ بند کیا گیا اور وہاں سے چیزوں کا نکلنا بند کیا گیا اس میں دو قسم کی اخلاقی زیادتیاں ہوئی ہیں جو بہت ہی خطرناک ہیں۔ ایک یہ کہ یونائیٹڈ نیشنز نے ہرگز کھانے پینے کی اور ضروریات زندگی کی اشیاء کو بائیکاٹ میں شامل نہیں کیا تھا۔ دوسرے یونائیٹڈ نیشنز نے ہرگز یہ فیصلہ نہیں کیا تھا کہ اگر کوئی ملک بائیکاٹ نہ کرنا چاہے تو اسے زبردستی بائیکاٹ کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اب ان دونوں باتوں میں امریکہ بھی اور انگلستان بھی کھلی کھلی دھاندلی کررہے ہیں۔ ایک طرف عراق پر بداخلاقی کا الزام ہے جو ہم مانتے ہیں کہ اسلامی نقطۂ نظر سے بد اخلاقی ہے لیکن دوسری طرف خود ایک ایسی خوفناک بداخلاقی کے مرتکب ہوتے ہیں جو بظاہر ڈپلومیسی کی زبان میں لپٹی ہوئی ہے…… امر واقعہ یہ ہے کہ بغداد کی حکومت نے جو چار ہزار انگریز اور دو ہزار امریکن……کو پکڑ کر اپنے پاس Hostages کے طور پر رکھا ہوا ہے اگر ان کو بالآخر خدانخواستہ ظالمانہ طور پر وہ ہلاک بھی کردے تو بھی یہ ظلم جو انگریز اور امریکہ مل کر عراق پر کررہے ہیں یہ اس سے بہت زیادہ بھیانک جرم ہے……۔

جہاں تک عراق کا تعلق ہے ان کے لئے سب سے پہلی بات تو یہ ضروری ہے کہ اسلامی اخلاق کو مجروح نہ کریں اور زیادہ دنیا میں اسلام کو تضحیک کا نشانہ نہ بنائیں۔ وہ غیر ملکی جو ان کی پناہ میں ہیں خواہ ان کا تعلق امریکہ سے ہو یا انگلستان سے ہو یا پاکستان سے ہو ان کو کھلی آزادی دیں کہ جہاں چاہو جاؤ، ہمارا تم پر کوئی حق نہیں ہے۔……اور امر واقعہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم کی رو سے ہر غیرملکی اس ملک میں امانت ہوا کرتا ہے جس میں وہ کسی وجہ سے جاتا ہے۔ خواہ اس ملک کی اس غیر ملکی کے ملک سے لڑائی بھی چھڑ جائے تب بھی وہ امانت رہتا ہے۔ پس اس امانت میں خیانت کا نہایت ہولناک نتیجہ نکلے گا۔ ان کی انتقام کی آگ جو پہلے ہی بھڑک رہی ہے وہ اتنی شدت اختیار کر جائے گی کہ وہ لکھوکھہا معصوم مسلمانوں کو بھسم کر کے رکھ دے گی۔ حکومت کے سربراہ اور اس سے تعلق رکھنے والے تو چند لوگ ہیں، جو مارے جائیں گے وہ مسلمان معصوم عوام مارے جائیں گے، جنگ کے ایندھن بھی وہی بنیں گے۔ اور جنگ کے بعد کے انتقامات کا نشانہ بھی انہیں کو بنایا جائے گا۔ اس لئے سوائے اس کے کہ عراق کی حکومت تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اسلامی تعلیم کی طرف لوٹے ،اس کے لئے امن کی کوئی راہ کھل نہیں سکتی۔ عراق یہ قدم اٹھائے اور دوسرے عالم اسلام کو یہ پیغام دے کہ میں پوری طرح تیار ہوں تم جو فیصلہ کرو میں اس کے سامنے سرِتسلیم خم کرتا ہوں اور ہر گارنٹی دیتا ہوں کہ کویت سے میں اپنی فوجوں کو واپس بلاؤں گا، امن بحال ہوگا، لیکن شرط یہ ہے کہ فیصلہ عالم اسلام کرے اور غیروں کو اس میں شامل نہ کیا جائے۔

اگر یہ تحریک زور کے ساتھ چلائی جائے اور عالم اسلام کے ساتھ جس طرح ایران سے صلح کرتے وقت نہایت لمبی خون ریزی کے بعد جس میں ملینز ہلاک ہوئے یا زخمی ہوئے جو علاقہ چھینا تھا وہ واپس کرنا پڑا۔ اگر یہ ہوسکتا ہے تو خونریزی سے پہلے کیوں ایسا اقدام نہیں ہوسکتا۔ اس لئے دوسرا قدم عراق کے لئے یہ ضروری ہے کہ کویت سے اپنا ہاتھ اٹھا لے۔ اور عالم اسلام کو یقین دلائے کہ جس طرح میں نے ایران سے صلح کی ہے اسلام دشمن طاقتوں سے نبردآزما ہونے کی خاطر ان کے ظلم سے بچنے کیلئے میں تم سب سے صلح کرنی چاہتا ہوں کیونکہ یہ ظلم صرف ہم پر نہیں ہوگا بلکہ سارے عالم اسلام پر ہوگا۔ اسلام کی طاقت بیسیوں سال تک بالکل کچلی جائے گی اور اسلامی مملکتیں پارہ پارہ ہوجائیں گی اور کاملۃً غیروں پر ان کو انحصار کرنا پڑے گا۔……پس ضروری ہے کہ عراق یہ پیغام دے اور بار بار پیغام ریڈیو ٹیلی ویژن کے اوپر نشریات کے ذریعہ تمام عالم اسلام میں پہنچایا جائے کہ ہم واپس ہونا چاہتے ہیں۔ ہم اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے عالم اسلام کی عدالت کے سامنے سرتسلیم خم کرتے ہیں۔ لیکن غیروں کو شامل نہ کرو۔ یہ ایک ایسی اپیل ہے جس کے نتیجہ میں تمام مسلمان رائے عامہ اتنی شدت کے ساتھ عراق کے حق میں اٹھے گی کہ یہ حکومتیں جو ارادہ بدنیتوں کے ساتھ بھی غیروں کے ساتھ تعلقات بڑھانے پر مجبور ہیں وہ بھی مجبور ہو جائیں گی کہ اس اپیل کا صحیح جواب دیں۔ اور اگر نہیں دیں گی تو پھر اگر یہ خدا کی خاطر کیا جائے اور خدا کی تعلیم کے پیش نظر اسلامی تعلیم کی طرف لوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ خود ضامن ہوگا اور یقیناً اللہ تعالیٰ عراق کی ان خطرات سے حفاظت فرمائے گا جو خطرات اس وقت عراق کے سر پر منڈلا رہے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/اگست 1990ء)

یاجوج ماجوج اور آنحضرت ﷺ کا تجویز کردہ علاج

……’’آنحضرت ﷺ کی مختلف بڑی لمبی پیشگوئیاں ……آخری زمانے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یاجوج ماجوج دنیا پر قابض ہو جائیں گے اور موج در موج اٹھیں گے اور تمام دنیا کو ان کی طاقت کی لہریں مغلوب کرلیں گی۔ اس وقت دنیا میں مسیح نازل ہوگا اور مسیح علیہ السلام اپنی جماعت کے ساتھ ان کے مقابلے کی کوشش کرے گا ……تب اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام سے یہ فرمائے گا کہ: لا یدان لأحد لقتالھما کہ ہم نے جو یہ دو قومیں پیدا کی ہیں ان دونوں سے مقابلے کی دنیا میں کسی انسان کو طاقت نہیں بخشی، تمہیں بھی نہیں بخشی، ایک ہی علاج ہے کہ تم پہاڑ کی پناہ میں چلے جاؤ اور دعائیں کرو۔ دعا ہی وہ طاقت ہے جو ان قوموں پر غالب آئے گی۔……اس زمانے کے تمام مسلمانوں میں سے کسی کے متعلق نہیں فرمایا کہ خدا ان کو کہے گا کہ تم دعائیں کرو۔ صرف مسیح اور مسیح کی جماعت کے متعلق یہ فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کا اس زمانے میں حقیقت میں دعا پر سے ایمان اٹھ چکا ہوگا۔

دعا کو وہ لوگ اہمیت نہیں دیں گے……چنانچہ اب آپ دیکھ لیجئے کہ کتنے ہی مسلمان راہنماؤں کے بڑے بڑے بیانات آرہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ امریکہ کی طرف دوڑو اور اس سے پناہ کے طالب بنو اور اس سے مدد لو۔ اور کوئی ایران سے صلح کررہا ہے یا اپنی تقویت کی اور باتیں بیان کررہا ہے۔ لیکن کسی ایک نے بھی خدا کی پناہ میں جانے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں جانے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ کسی نے یہ نصیحت نہیں کی کہ اے مسلمانو! یہ دعا کا وقت ہے، دعائیں کرو کیونکہ دعاؤں کے ذریعہ ہی تمہیں دشمن پر غلبہ نصیب ہو گا۔ ہاں ایک جماعت ہے اور صرف ایک جماعت ہے جو مسیح محمد مصطفیٰ ﷺ کی جماعت ہے جس کے متعلق خدا نے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ اگر عالم اسلام کو بچایا گیا تو اس جماعت کی دعاؤں سے بچایا جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت میں پناہ لیں، آپ کی تعلیم میں پناہ لیں، آپ کے کردار میں پناہ لیں، آپ کی سنت میں پناہ لیں، اور پھر دعائیں کریں۔۔۔۔ آپ دعائیں کریں اور دعائیں کرتے چلے جائیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/اگست 1990ء)

پیشگوئی اور انذار

……’’ان کے کیا پروگرام ہیں؟ اور کن طاقتوں پر یہ بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔ Desert Storm کی باتیں کرتے ہیں یعنی صحراؤں کا ایک طوفان ہے جو دشمن کو ہلاک اور ملیامیٹ کردے گا۔ یہ نہیں جانتے کہ طوفانوں کی باگیں بھی خدا کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ خدا کی تقدیر کیا فیصلہ کرے گی، مگر یہ ضرور جانتا ہوں کہ خدا کی تقدیر جو بھی فیصلہ کرے گی وہ بالآخر متکبروں کو ہلاک کرنے کا موجب بنے گا۔ آج نہیں تو کل یہ تکبر ملیامیٹ کئے جائیں گے۔ کیونکہ وہ خدا جس کی بادشاہت آسمان پر ہے اسی خدا کی بادشاہت زمین پر بھی ضرور قائم ہوکر رہے گی۔ پس آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں آپ دیکھیں گے کہ یہ تکبر دنیا سے ہلاک کیا جائے گا اور طوفان ان پر الٹائے جائیں گے۔ اور ایسے ایسے خوفناک Storms خدا کی تقدیر ان پر چلائے گی کہ جن کے مقابل پر ان کی تمام اجتماعی طاقتیں بھی ناکام اور پارہ پارہ ہو جائیں گی۔……یہ اقوام قدیم جن کو آج اقوام متحدہ کہا جاتا ہے ان کے اطوار زندہ رہنے کے نہیں ہیں۔ یہ قومیں یادگار بن جائیں گی اور عبرت ناک یادگار بن جائیں گی اور انکے کھنڈرات سے اے توحید کے پرستارو! وہ آپ ہیں جو نئی عمارتیں تعمیر کریں گے۔ نئی اقوام متحدہ کی عظیم الشان فلک بوس عمارتیں تعمیر کرنے والے تم ہوا ے مسیح محمدی کے غلامو! جن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے۔ تم دیکھوگے، آج نہیں تو کل دیکھوگے۔ اگر تم نہیں دیکھو گے تو تمہاری نسلیں دیکھیں گی۔ اگر کل تمہاری نسلیں نہیں دیکھیں گی تو ان کی نسلیں دیکھیں گی۔ مگر یہ خدا کے منہ کی باتیں ہیں اور اس کی تقدیر کی تحریریں ہیں جنہیں دنیا میں کوئی مٹا نہیں سکتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25/جنوری 1991ء)

اسپغول کے فوائد

اسبغول یا اسپغول ایک لعاب دار تخم ہے۔ اس کے بیشمار خواص اور فوائد ہیں۔ یہ ایک ایسا پودا ہوتا ہے کہ جس کے پتے گھوڑے کے کانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ اسی نسبت سے اسے اسپ غول (یعنی اسپ یعنی گھوڑا اور غول یعنی کان) کہتے ہیں۔

اسپغول اپنی اصل حالت میں ہلکا سرخ و سفید ہوتا ہے اور اس کا ظاہری طور پر کوئی ذائقہ بھی نہیں ہوتا۔ بلحاظ تاثیر اسپغول سرد اور تر ہوتا ہے۔ اسپغول کے اس دانے یا بیج کے اوپر سے جو شفاف جھلی سی اترتی ہے اسے چھلکا اسپغول یا سبوس اسپغول یعنی اسپغول کی بھوسی کہتے ہیں۔

اسپغول کے متعدد فوائد اور خواص ہیں۔

☆……اسپغول چونکہ ایک لعاب دار بیج ہوتا ہے اس لئے یہ ملائمت نرمی اور لعاب پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔

☆……اسپغول لعاب دار ہوتا ہے اس لئے اسے دودھ کے ساتھ کھائیں تو یہ آنتوں کے اندر نرمی اور پھسلن پیدا کرتا ہے جس سے ہر طرح کی قبض چند ہی منٹوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ اسپغول کا چھلکا بھی مؤثر طور پر قبض کشا ہوتا ہے۔

☆……اگر آنتوں میں زخم آ گیا ہو تو اس صورت میں اسپغول یا اس کا چھلکا صندل کے شربت کے ساتھ کھائیں۔ زخم بتدریج درست ہو جاتا ہے اس سے مروڑوں کی شکایت بھی دور ہو جاتی ہے۔

☆……سینے میں سانس لینے کے باعث کھر کھر کی آواز سنائی دیتی ہو تو اسے دور کرنے کے لئے تین ماشہ اسپغول دودھ یا کسی شربت کے ساتھ کھا لیں تو سینہ صاف ہو جائے گا اور کھر کھراپن ختم ہو جائے گا۔

☆……بادی اور دموی خون سے وابستہ عوارض کے علاج کیلئے بھی اسپغول اور چھلکا اسپغول دونوں اکسیر اور مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔

☆……اسپغول گرمی تپش اور پیاس کو بھی ختم کرنے کا

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

تقویٰ میں ترقی ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک ہماری روحانی ترقی نہیں ہوتی ہماری تبلیغ میں بھی برکت نہیں پڑسکتی۔ روحانی ترقی اس وقت تک نہیں ہوسکتی، جب تک تم دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق پیدا نہیں کرتے

ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے ملک کے حالات کے مطابق یہاں تبلیغ کے نئے نئے راستے تلاش کریں۔ مربیان کے ہفتہ میں ایک دن یا سال میں چند دنوں کے تبلیغی پروگرام بنانے سے پیغام نہیں پہنچ سکتا۔

آج کل دنیا کو امن اور معاشی حالات پر بھی کچھ کہنے سننے کا شوق ہے۔ اسلام کے جہاد کے نام پر جو بدنامی ہو رہی ہے، اسلام کو جو بدنام کیا جارہا ہے۔ اس بارہ میں بھی کچھ سننے کا شوق ہے۔ اس کے مطابق لٹریچر مہیا ہونا چاہئے

واقفینِ نو جو بچے ہیں ان میں سے ایک تعداد جو یہاں کے پلے بڑھے ہیں جن کو سپینش زبان بھی اچھی طرح آتی ہے اور جو نوجوانی میں قدم رکھ رہے ہیں، جامعہ میں جانے کے لئے بھی اپنے آپ کو پیش کریں

(سپین میں دعوت الی اللہ کے کام کو تیز تر اور وسیع تر کرنے کے سلسلہ میں اہم ہدایات)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ مورخہ 09/اپریل 2010ء بمطابق 09/شہادت 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بشارت۔ پیدروآباد (سپین)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام احیائے دین ہے۔ وہ دین جو زمانہ کے ساتھ ساتھ اپنی عظمت تقریباً کھو چکا تھا۔ وہ ساکھ جو اس دین کی تھی وہ اس طرح نظر نہیں آتی تھی، جس پر ہر طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ مثلاً دنیاوی لحاظ سے اس ملک میں ہی چند صدیوں کے عروج کے بعد ایسا زوال آیا کہ اسلام کا نام ہی اس ملک سے ختم کر دیا گیا اور جو اسلام پر قائم رہنا چاہتے تھے انہیں بھی عیسائی بادشاہوں نے ظلم کا نشانہ بنا کر جبر سے عیسائی بنالیا یا کم از کم ظاہری اقرار کروالیا اور پھر آہستہ آہستہ ان کی نسلوں سے اسلام ختم ہی ہوگیا۔ روحانی لحاظ سے اسلام کا یہ حال تھا کہ ہر جگہ عیسائی مبلغین اپنا زبردست جال بچھا کر مسلمانوں کو عیسائیت کے جال میں پھانستے چلے جا رہے تھے۔ یا یوں کہہ لیں کہ مسلمان اپنی روحانی کمزوری کی وجہ سے ان کے جال میں پھنستے چلے جا رہے تھے۔ ہندوستان جو مسلمان بزرگوں اور اولیاء کی وجہ سے اسلام کا قلعہ کہلاتا تھا اس میں بھی لاکھوں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں جا کر خود روحانی موت کی آغوش میں گر رہے تھے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے سامان پیدا فرمائے اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر تمام مذاہب کے ماننے والوں پر اسلام کی خوبصورت تعلیم کا سب مذاہب سے اعلیٰ ہونا ثابت فرمایا۔ عیسائی پادری جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت اور برتری دیتے تھے، اس کی حقیقت کو اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سامنے رکھا کہ عیسائی پادری جو چند سالوں میں پورے ہندوستان میں عیسائیت کے غلبہ کی باتیں کرتے تھے، اپنے دفاع پر مجبور ہوئے۔ بلکہ میدان سے ہی بھاگ گئے۔

(The Mission by Rev. Robert Clark M.A. page 234. London Church Missionary Society Salisbury Sqaure. E.C. 1904)۔ دیباچہ تفسیر القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ 30۔ ایڈیشن 1934ء)

اور اپنے ماننے والوں کو یہ ہدایت دینے لگ گئے کہ احمدیوں سے کسی قسم کی بحث نہیں کرنی۔ ورنہ وہ تم پر اسلام کی برتری ثابت کر کے تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ کر دیں گے۔ (تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 95 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پادریوں نے یہاں تک تسلیم کیا کہ جو اسلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کر رہے ہیں۔ اور جس طرح کی تعلیم آپ پیش کر رہے ہیں اس نئے اسلام کی وجہ سے (جو ان کی نظر میں نیا تھا لیکن حقیقی اسلام تھا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہو رہی ہے۔

(The Offical Report of the Missionary Conference of the Anglican Comunion, 1894. page 64) بحوالہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسلم ہندوستان اور انگریز از جمیل احمد بٹ صفحہ 224 طبع اول 2003ء)

جیسا کہ مَیں نے کہا یہ کوئی نیا اسلام نہیں تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق احیائے موتیٰ کے نظارے تھے جو آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر دکھائے۔ اور اسلام کی برتری عیسائیت اور تمام ادیان پر ثابت فرمائی۔

پس جیسا کہ مَیں گزشتہ خطبہ میں کہہ چکا ہوں، احیائے موتیٰ کا یہ کام آج ہر احمدی کا بھی ہے۔ اپنی حالتوں کو بدلنے کی طرف توجہ کرتے ہوئے اور اپنی عملی کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سپین کی جماعت کے ہر فرد کو بھی اب اس طرف توجہ دینی چاہئے اور سستیاں دُور کرنی چاہئیں۔ ان دلائل سے اور علمی اور روحانی خزانے سے کام لیتے ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیئے ہیں، اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ بھی واضح ہو کہ اس زمانہ میں عیسائیوں کی اکثریت عموماً مذہب سے دور ہے۔ اس لئے پہلے تو ان کو مذہب کی ضرورت اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین کی طرف لانا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس کے لئے عملی نمونے اور علمی اور روحانی ترقی کی طرف قدم بڑھانا ضروری ہے۔ تقویٰ میں ترقی ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک ہماری روحانی ترقی نہیں ہوتی ہماری تبلیغ میں بھی برکت نہیں پڑسکتی۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی تقدیروں میں سے تقدیر ہے کہ اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ہونا ہے۔ انشاء اللہ۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ حقیقی اور زندہ دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور اس کے لئے اس کے مطابق اپنے عملوں کو ڈھالنا ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ پس یہی مقصد

ہے جس کے لئے کوشش کی اور دعاؤں کی ضرورت ہے۔ یہی ایک چیز ہے جس کو ہم نے اپنے اوپر بھی لاگو کرنا ہے اور دنیا کو بھی نجات دلانے کے لئے یہ پیغام پہنچانا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے‘‘۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 306-307۔ مطبوعہ لندن)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جس مقصد کے لئے بھیجے گئے، اس کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہماری بھی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ اپنی تمام استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ کوشش کریں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے آج کل یورپ بلکہ پوری دنیا ہی مذہب کے نام پر شرک میں مبتلا ہے، یا خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکاری ہے۔ آپ لوگ چونکہ یورپ میں رہتے ہیں اس لئے یورپ کی بات کر رہا ہوں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں پہلے بھی اظہار کر چکا ہوں، ایک وقت تو وہ تھا جب اِس ملک میں لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَر کی آواز ہر طرف گونجا کرتی تھی۔ مختلف جگہوں پر مساجد اس بات کی آئینہ دار ہیں۔ مختلف جگہوں پر دیواروں پر جو الفاظ کُھدے ہوئے ہیں وہ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اس ملک کی فضا میں توحید کے اعلان کی خوشبو رچی بسی ہوئی تھی۔ لیکن ہمارے ہی لوگوں کی روحانی گراوٹ نے توحید کی حفاظت نہ کر سکنے کی وجہ سے جہاں اپنی ذلت کے سامان کئے وہاں اس ملک کو تثلیث کی جھولی میں ڈال دیا۔

اب جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ فیصلہ تو خدا تعالیٰ نے کر لیا ہے کہ دنیا کو توحید پر قائم کرے اور دینِ واحد کی طرف کھینچے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہ سنت ہے اس مقصد کے لئے وہ اپنے فرستادے اور انبیاء بھیجتا ہے۔ اس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی اسی مقصد کے لئے بھیجا ہے اور ہمیں اپنے خاص فضل اور رحم سے یہ توفیق دی کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہوئے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہماری بیعت کو ہماری زندگی کا آخری مقصد قرار نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد توحید کا قیام ہے اور دنیا کو دینِ واحد پر جمع کرنے کے لئے تم میری پیروی کرو تبھی تم اس مقصد کو حاصل کرنے والے کہلا سکتے ہو جو میری بعثت کا مقصد ہے۔ لیکن نرمی سے اور نرمی بھی اس وقت آتی ہے جب دلائل پاس ہوں۔ ہمارے مخالفین ہمارے خلاف اسی لئے سخت زبان استعمال کرتے ہیں، گالیاں نکالتے ہیں یا سختیاں کرتے ہیں اور ہمارے خلاف طاقت کا استعمال کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس دلائل نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں فرمایا کہ مَیں نے تو قرآنی دلائل سے تمہیں اس قدر بھر دیا ہے کہ غصہ میں آنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اپنی بحثوں میں، باتوں میں نرمی اختیار کرو۔ دنیا پر ثابت کرو کہ اسلام کی تعلیم وہ خوبصورت تعلیم ہے جس کو پھیلنے کے لئے تلوار کی ضرورت نہیں۔ یہ تو وہ نور ہے جو ہر سعید فطرت کے دل کو روشن کرتا چلا جاتا ہے۔ یہ تو وہ اعلیٰ تعلیم ہے جو اخلاقی معیاروں کو بڑھاتی چلی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جہاں حقوق اللہ کی ادائیگی کی تعلیم دیتا ہے، وہاں اسلام کی تعلیم حقوق العباد کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دلاتی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک بنیادی بات کی طرف بھی ہمیں توجہ دلا دی کہ یہ پیروی اس وقت تک حقیقی پیروی نہیں کہلا سکتی، تمہاری کوششیں اور تمہاری کاوشیں اس وقت تک ثمر آور نہیں ہو سکتیں جب تک ان کو دعاؤں سے نہیں سینچو گے۔ توحید کے قیام اور دینِ واحد کے پھیلنے کا اصل ذریعہ روحانی ترقی ہے۔ اور روحانی ترقی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک تم دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق پیدا نہیں کرتے۔ وہ کام جو خدا تعالیٰ کی خاطر اس کی طرف بلانے کے لئے ہو رہا ہو، وہ کام جو خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہو، اس کو تم کس طرح اس سے زندہ تعلق پیدا کئے بغیر سرانجام دے سکتے ہو۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں اس بنیادی نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ دعاؤں سے کام لو، دعاؤں سے کام لو کہ اس کے بغیر کامیابی یقینی نہیں ہو سکتی، اس کے بغیر مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ ہماری فتح تو ہونی ہی دعاؤں کے ذریعہ سے ہے۔ لیکن ساتھ ہی تبلیغ کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ کوشش کے ساتھ دعا ہو تو پھر پھل لگتے ہیں۔ اور دعا کے ساتھ اپنی حالتوں کی طرف توجہ کرنی بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب تبلیغ کی طرف توجہ دلائی ہے تو ساتھ ہی تبلیغ کرنے والوں کو عملی حالت کی درستی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ فرمایا۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حٰم سجدۃ:34)۔ اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے۔ اور کہے کہ مَیں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بہترین بات جو تم کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا ہے۔ باقی تمام کام ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو ذرائع میسر ہیں انہیں کام میں لاؤ اور جب موقع ملے، ان بہترین لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کرو جو خدا تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف بلانے کے لئے اپنے عمل کی طرف بھی توجہ رکھو۔ وہ نیک اعمال بجا لانے کی کوشش کرو جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ قرآنِ کریم میں سینکڑوں ایسے احکامات ہیں۔ بعض حکم ہیں جن کے کرنے کا ایک مومن کو حکم ہے۔ بعض باتیں ہیں جن کو نہ کرنے کا ایک مومن کو حکم ہے۔ تو جب ایک انسان ان چیزوں کے کرنے سے رکتا ہے جن سے خدا تعالیٰ نے روکا ہے اور ان چیزوں کو بجا لانے کی کوشش کرتا ہے جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو یہ اعمالِ صالحہ ہیں۔ اب اگر ہم جائزہ لیں تو بہت سی باتیں نیکی کی ایسی ہیں روزمرہ کے گھریلو معاملات میں بھی، معاشرے کے معاملات میں بھی، جماعتی طور پر نظام کی پابندی کرنے کے بارے میں بھی اور عبادات بجا لانے میں بھی جو ہم نظر انداز کر دیتے ہیں۔ تو ایک داعی الی اللہ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی ایک شرط اور بہت اہم شرط اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ نیک اعمال بجا لانے والا ہو۔ اپنے نیک عمل ہوں گے تو تب ہی دوسروں کو بھی نیکی کی طرف بلایا جا سکتا ہے۔ دوسرے کو بھی کہا جا سکتا ہے کہ آؤ مَیں تمہیں دکھاؤں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک فرستادہ نے، ایک شخص نے جو اس زمانے کی اصلاح کے لئے آیا ہے، مجھے ایسے راستے بتائے ہیں جن پر چل کر مَیں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بن گیا ہوں یا اس طرف چل کے مَیں بہت لحاظ سے، ایک حد تک اپنے دل میں سکون اور چین پاتا ہوں اور اس طرف میرے ترقی کے قدم بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کی طرف مَیں اس تعلیم کی وجہ سے متوجہ ہوا ہوں۔ آؤ تم بھی میری باتیں سنو۔ جس طرح مَیں فرمانبردار بننے کی کوشش کر رہا ہوں، تم بھی اس دین کی طرف آؤ اور اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کی کوشش کرو۔

پس ایک داعی الی اللہ کے لئے یہ ضروری ہے اور صرف یہ داعی الی اللہ کو یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی چاہے وہ فعال ہو کر تبلیغ کرتا ہے یا نہیں اگر دنیا کے علم میں ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے، اگر ماحول اور معاشرہ جانتا ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے تو وہ احمدی یاد رکھے کہ اس کے ساتھ احمدی کا لفظ لگتا ہے، اگر وہ تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو تب بھی اس کا احمدی ہونا اسے خاموش داعی الی اللہ بنا دیتا ہے۔ بعض دفعہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے مجھے خط آ جاتے ہیں کہ آپ کی جماعت کی نیکی کی تو بڑی شہرت سنی ہے اور آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سب مسلمانوں سے اچھے ہیں، لیکن فلاں احمدی نے مجھے اس طرح دھوکہ دیا ہے، میرا حق اُس سے دلوایا جائے۔ تو ایک احمدی کا ایک عمل، ایک فعل، پوری جماعت کی بدنامی کا باعث بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کی پاتال تک سے واقف ہے جس طرح وہ اپنی مخلوق کو جانتا ہے کوئی اور نہیں جان سکتا ہے، اسی نے پیدا کیا ہے۔ اس نے یہ فرمایا کہ دعوت الی اللہ کرنے والے سے کون بہتر ہو سکتا ہے؟ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دعوتِ الی اللہ کرنے والے کی کوشش ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کہ وہ اعمالِ صالحہ بجا لائے اور یہ اعلان کرے کہ مَیں کامل فرمانبردار بنتا ہوں یا بننے کی کوشش کروں گا۔ مجھ پر مسلمان ہونے کا احمدی ہونے کا صرف Label نہیں لگا ہوا۔ بلکہ مَیں خدا تعالیٰ کے احکامات کو کامل فرمانبرداری سے ادا کرنے کی کوشش کرنے والا ہوں اور ایک مسلمان فرمانبردار تبھی بنتا ہے جب حقوق اللہ کی طرف بھی توجہ رہے اور حقوق العباد کی طرف بھی توجہ رہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان کے فرمانبردار ہونے کا عبادت کے ساتھ بہت تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ ’’مسلمان وہی ہے جو صدقات اور دعا کا قائل ہو‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 195 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب خانہ کعبہ کی دیواریں کھڑی کرتے ہوئے دعا کی اور ایک عظیم نبی کے برپا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ نبی جو آیات پڑھ کر سنائے، کتاب اور حکمت سکھائے اور نفسوں کو پاک کرے تو اس دعا سے پہلے اپنے لئے اور اپنی ذریت کے لئے بھی یہ دعا مانگی کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ۔ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا (البقرۃ:129) کہ اے ہمارے ربّ! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک فرمانبردار جماعت بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریق بتا۔

پس عبادت کے بغیر وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا جس کے لئے انبیاء آتے ہیں اور جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل اور اوّل المسلمین تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور حکمت کی باتوں کی سمجھ اس وقت آتی ہے جب نفس میں پاکیزگی ہو۔ اور نفس کی پاکیزگی اس وقت آتی ہے جب عبادت کے اسلوب آتے ہوں، جب خدا تعالیٰ رہنمائی فرمائے اور اس عبادت کے طریق سکھائے جو اس کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔

ہم احمدیوں کی خوش قسمتی ہے کہ ہم اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جنہوں نے ہمیں وہ عبادت کے طریق سکھائے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہونے والے ہیں۔ اور پھر ہماری خوش قسمتی یہ بھی ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو ماننے کی توفیق ملی جنہوں نے ہمیں بار بار دعاؤں اور عبادت کی طرف توجہ دلائی اور واضح فرمایا کہ جہاں دعوتِ الی اللہ کے

لئے علم حاصل کرو، وہاں اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے کہ اپنے اعمال کی سمت بھی درست رکھو۔ اپنے اعمال کو اس نہج پر بجا لاؤ جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعاؤں اور عبادات پر زور دو۔

پس ایک تو ہر احمدی جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف منسوب کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال اس لئے درست رکھے کہ اس پر ہر ایک کی نظر ہے۔ اگر کسی قسم کا ایسا دینی علم نہیں بھی ہے جو اسے فعّال داعی الی اللہ بنا سکے تب بھی اس کا ہر فعل اور عمل اور قول دوسروں کی توجہ کھینچنے کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر نیک اعمال ہیں تو لوگ نیکی سے متاثر ہو کر قریب آئیں گے۔ اگر نیک اعمال توجہ کھینچنے کا باعث نہیں ہیں تو شیطان کے چیلے جو ہیں اسے اپنے مقاصد کے لئے پکڑ لیں گے۔ اس سے غلط حرکتیں کرائیں گے۔ آج کل کے زمانے میں تو اس قسم کے لوگ ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں جو کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح ہم کسی کو قابو کریں اور اپنے مقاصد کے لئے استعمال کریں۔ اور پھر ایک احمدی جو ہے برائیوں میں پڑ کر ان کے ہاتھوں میں چڑھ کر جماعت کی بدنامی کا باعث بن جاتا ہے۔

دوسری بات جیسا کہ مَیں پہلے گزشتہ تقریر میں شاید بتا چکا ہوں کہ ہر احمدی جو پاکستانی ہے عموماً اس کا باہر کے ملک میں آنا اس کے احمدی ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس لئے جہاں دنیا کمانے کی طرف توجہ دیتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے ہفتہ میں کچھ وقت کم از کم ایک دن تو ضرور دعوتِ الی اللہ کے لئے نکالیں۔ یہاں جو چند سو احمدی ہیں اگر وہ فعال ہو جائیں تو تبلیغ کی رفتار کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔ جماعتی طور پر بھی تبلیغ کا پروگرام بنے اور ذیلی تنظیموں کی سطح پر بھی تبلیغ کا پروگرام بنے تو ایک بہت بڑے طبقہ میں نہیں تو کم از کم ایک خاصے طبقہ میں جماعتی تعارف ہو جائے گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ آج کل ان لوگوں کو مذہب سے بھی لاتعلقی ہے اور ایک تعداد ایسی بھی ہے جن کو خدا تعالیٰ کے وجود پر ہی یقین نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ہی یقین نہیں ہے۔ پس ہر طبقہ کے لحاظ سے ان کو تبلیغ کی ضرورت ہے۔ بیشک یہاں کی اکثریت مذہب سے دوری کے باوجود کیتھولک اثر کے تحت اور ایک لمبا عرصہ عیسائیت کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے اور اس ظالمانہ تاریخ کی وجہ سے جو مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنانے کی ثابت ہے، اور بعض خاندانوں اور قبیلوں میں یہ ظالمانہ قصے چلتے بھی چلے جا رہے ہیں، اب بھی روایتاً چل رہے ہیں، اسلام کے بارہ میں یہ لوگ اس وجہ سے سننا بھی نہیں چاہتے۔ لاتعلق ہیں یا خوفزدہ ہیں۔ لیکن اب بعض جگہ اس ملک میں بھی عیسائیت یا مذہب کے متعلق بے چینی کا اظہار ہونا شروع ہو گیا ہے۔ بلکہ ڈاکٹر منصور صاحب نے مجھے بتایا کہ ویلنسیا میں چار سو سالہ کوئی تقریب منائی جا رہی ہے اس میں یہ بھی اظہار ہو گا کہ ہم نے مسلمانوں کا جو جینوسائیڈ (Genocide) کیا یا بڑے وسیع پیمانے پر قتلِ عام کیا ہے، وہ غلط تھا اور ہمیں اس کی معافی مانگنی چاہئے۔ تو یہ احساس جو اب ابھر رہا ہے اس کو مزید ابھارنے کے لئے ہمارے پاس ایسا لٹریچر اور تبلیغی کوشش ہونی چاہئے کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم تو یہ ہے جو پیار، محبت اور بھائی چارہ سے رہنے اور مذاہب کے عزت و احترام کی تلقین کرتی ہے۔ جو کچھ ہوا وہ یقیناً ظلم تھا۔ تو یہ ایک تعارف کا ذریعہ بنے گا۔ عیسائیت کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بڑی حکمت سے اسلام کی خوبیاں بیان کرنے کی ضرورت ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ اسلام کا تعارف ہو۔ اور پھر یہ بتایا جائے کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آ کر اسلام کا یہ صحیح رخ پیش کیا ہے جو دنیا کی نجات کا باعث بننے والا ہے۔ یہ حالات جب خدا تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں تو اللہ تعالیٰ اب یہ موقع عطا فرما رہا ہے اور جن کے سپرد اس زمانہ میں اسلام کی تبلیغ کا کام کیا گیا ہے ان کو یہ موقع دیا جا رہا ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اس ملک میں اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اور یہ اس وقت ہو گا جب یہاں رہنے والوں میں سے ہر ایک احمدی کو یہ احساس ہو گا کہ دعوت الی اللہ ہماری ذمہ داری ہے۔ صرف اس بات پر نہ بیٹھے رہیں کہ یہ لوگ مذہب سے لاتعلق ہیں یا کیتھولک اثر کی وجہ سے اسلام کا پیغام سننا نہیں چاہتے۔ کیا چالیس پچاس یا ساٹھ سال پہلے کوئی تصور کر سکتا تھا کہ مسلمانوں کو آزادی سے یہاں تبلیغ کی اجازت مل سکتی ہے یا ہم مسجد بنا سکتے ہیں۔ کیا یہ تصور ہو سکتا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ جب انہیں مسلمانوں پر ظلموں کی وجہ سے شرمندگی کا احساس ہو گا اور معافی مانگنے کے اظہار کئے جائیں گے۔ پس یہ کام خدا تعالیٰ کے ہیں، جب چاہتا ہے کہ سعید فطرت لوگوں کو حق پہچاننے کی توفیق ملے تو ایسی ہوا چلاتا ہے کہ دل خود مائل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ دلوں کو مائل کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے اور تبلیغ کرنا انبیاء کے ساتھ الٰہی جماعتوں کے افراد کا کام ہے۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے ملک کے حالات کے مطابق یہاں تبلیغ کے نئے نئے راستے تلاش کریں۔ مربیان کے ہفتہ میں ایک دن یا سال میں چند دنوں کے تبلیغی پروگرام بنانے سے پیغام نہیں پہنچ سکتا۔ وسیع اور باہمت منصوبہ بندی کی ضروری ہے۔ ٹارگٹ مقرر کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے ایک سال میں آبادی کے کم از کم ایک یا دو فیصد تک احمدیت کا تعارف پہنچانا ہے۔ جن ملکوں میں اس نہج پر کوشش ہو رہی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے کامیاب نتائج نکل رہے ہیں۔ اور اس کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا ہے مربیان بھی اور جماعتی نظام بھی اور تمام ذیلی تنظیمیں بھی یہ سارے نظام ساتھ ساتھ چلیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذمہ بھی یہی کام لگایا تھا۔ یہی کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ بھی لگایا گیا۔ اور یہی کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذمہ لگایا گیا کہ تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا۔ اِنْ عَلَیْکَ اِلَّا الْبَلٰغُ (الشوریٰ:49)۔ پھر اگر وہ اعراض کریں تو ہم نے تجھے ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔ تجھ پر پیغام پہنچا دینے کے علاوہ کچھ فرض نہیں ہے۔ پس یہ فرض ہے جو ہر ملک میں احمدی نے ادا کرنا ہے۔ یہ فرض ہے جو آپ نے اس ملک میں ادا کرنا ہے۔ بڑی بڑی کتابیں دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ دو ورقہ شائع کریں بلکہ ایک ورقہ ہی جس میں مختصر الفاظ میں احمدیت کا تعارف ہو اور ایم ٹی اے، ویب سائٹ وغیرہ کا پتہ ہو۔ دلچسپی لینے والے پھر خود ہی توجہ کرتے ہیں۔ اسی طرح جہاں جہاں بھی احمدی رہتے ہیں اپنے علاقہ کے بڑے اور مشہور لوگوں سے رابطے کریں۔ اگر جس طرح مرکز ہدایات دے رہا تھا صحیح طور پر کام ہوا ہوتا، تو مسجد بشارت کو بنے ہوئے اب اٹھائیس سال ہو گئے ہیں اس حوالہ سے ہی آپ کا تعارف مختلف حلقوں میں ہو جاتا۔ ویلنسیا میں مسجد بنانے میں جو روک پڑ رہی ہے اگر تعلقات صحیح رکھے ہوتے تو وہ روکیں بہت پہلے دور ہو چکی ہوتیں۔ جب وقت آتا ہے تو اس وقت آپ کوشش کرتے ہیں، بجائے اس کے کہ لمبی منصوبہ بندی کرنے کے لئے پہلے سے سوچیں اور مستقل تعلقات رکھیں۔ پس ان سوچوں کو بھی بدلنے کی ضرورت ہے۔ اس مسجد کی تاریخ کے اٹھائیس سال میں اگر سال میں چند وفود یہاں آ جاتے ہیں تو یہ کوئی کامیابی نہیں ہے یا کوئی بہت بڑا معرکہ نہیں ہے جو آپ نے مار لیا ہے۔ لٹریچر کی وافر تعداد بھی آپ کے پاس نہیں ہے۔ آج کل دنیا کو امن اور معاشی حالات پر بھی کچھ کہنے سننے کا شوق ہے۔ اسلام کی جہاد کے نام پر جو بدنامی ہو رہی ہے اس بارہ میں بھی کچھ سننے کا شوق ہے۔ اس کے مطابق لٹریچر مہیا ہونا چاہئے، اور ہے مہیا، صرف ترجمہ کرنے کی ضرورت ہے۔

مَیں نے کہا تھا کہ بڑے شہروں سے ہٹ کر چھوٹے شہروں اور قصبوں میں جا کر جلسے اور سیمینار وغیرہ کریں۔ اس سے پہلے وہاں جا کر تعارف حاصل کریں۔ وہاں کے مذاہب کے لیڈروں کو دعوت دیں کہ ایک جلسہ منعقد کرتے ہیں جس میں ہر مذہب والا اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور اس کے مختلف عنوان آپ خود مقرر کر سکتے ہیں۔ اگر سیکرٹریان دعوت و تبلیغ فعّال ہوں، اگر جماعتی نظام فعّال ہو تو اس کے لئے کرائے پر ہال لئے جا سکتے ہیں۔ غرض کہ بے شمار طریقے ہیں۔ اگر مبلغین اور ذیلی تنظیمیں سب فعّال ہو جائیں تو بہت کام ہو سکتا ہے۔ جو سستیاں ہو رہی ہیں وہ ہر طرف سے ہو رہی ہیں۔ فی الحال تو ہم یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ہم نے پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ یہاں ٹورسٹ بھی بے انتہا آتے ہیں۔ ان کے لئے چھوٹا چھوٹا خوبصورت لٹریچر مختلف شکلوں میں بنا کر دیا جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے کچھ ایسے بھی ہوں گے جو نہیں بھی لیں گے۔ کچھ لیں گے لیکن تھوڑے فاصلے پر جا کے پھینک دیں گے۔ لیکن ایک ایسی تعداد بھی ہو گی جو پڑھے گی۔ پس ہمارا کام اپنی ذمہ داری کا ادا کرنا ہے۔ اگر ہم اس بات پر کہ Responce اچھی نہیں ہوتی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں تو یہ تو خدا تعالیٰ نے کہا ہی نہیں کہ تم تبلیغ کرو ضرور تمہیں اچھی توجہ ملے گی۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ (القصص:57)۔ تو جسے پسند کرے ہدایت نہیں دے سکتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

پس دنیا کی اصلاح کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ اور آپ کی دعاؤں کے جواب میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ہدایت دینا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ جسے اللہ چاہے گا، جو سعید فطرت ہیں، انہیں ہدایت ملے گی۔ آپ کا کام تبلیغ کرنا اور دعائیں کرنا ہے، وہ کرتے رہیں۔ تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہماری ہر کوشش کو ضرور پھل لگے گا۔ آپ کا کام اتمام حجت کرنا ہے، وہ کریں اور پھر دعاؤں پر زور دیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری بھی پردہ پوشی فرمائے۔ ہماری کمزوریوں سے صرف نظر فرمائے اور ہماری کوششوں کو قبول کرے۔ یہ دعائیں ہیں جو ہمیں کرنی چاہئیں۔ اگر ہماری کوششیں صحیح رنگ میں ہوں گی تو باقی کام خدا تعالیٰ کا ہے۔ پس کوشش اور دعا کا جو اسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا ہے اسے ہمیں اختیار کرنا ہو گا۔

یہاں مَیں اس سلسلہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ سپین کے جو واقفینِ نو بچے ہیں ان میں سے ایک تعداد جو یہاں کے پلے بڑھے ہیں، جن کو سپینش زبان بھی اچھی طرح آتی ہے اور جو نوجوانی میں قدم رکھ رہے ہیں، وہ اپنے آپ کو جامعہ میں جانے کے لئے بھی پیش کریں۔ تاکہ یہاں بھی اور دنیا کی اور مختلف جگہوں میں بھی جہاں سپینش بولی جاتی ہے اس زبان کو جاننے والے مبلغین کی جو کمی ہے اسے پورا کیا جا سکے اور ہم ان تک پیغام پہنچانے کا حق ادا کر سکیں یا کم از کم کوشش کر سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کر کے دکھانے والے ہوں۔ علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں۔ ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں''۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 682 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''تبلیغی سلسلہ کے واسطے دوروں کی ضرورت ہے، مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس

راہ میں وقف کردیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی اشاعتِ اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے‘‘۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 682 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ یورپ وغیرہ میں تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان ممالک میں جانا ایسے لوگوں کا کام ہے جو ان کی زبان سے بھی بخوبی واقف ہوں۔ اور ان کے طرزِ بیان اور خیالات سے خوب آگاہ ہوں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 684 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

یہاں رہنے والے جو ہیں وہی اس چیز سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو وقفِ نو کی سکیم کے تحت والدین کو اولاد وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اب اس نہج پر بچپن سے ہی ان کی تربیت کرنا بھی والدین کا کام ہے۔ ایسی تربیت کریں کہ وہ جامعہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ یہاں کی زبان اور طرزِ زندگی سے بھی واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جماعت کا تبلیغ کا کام کوئی چند سال کا یا دو چار، دس سال کا کام نہیں ہے۔ یہ تو ہمیشہ جاری رہنا ہے۔ پس جہاں فوری طور پر ہنگامی بنیادوں پر تبلیغ کے پروگرام بنیں۔ وہاں لمبے عرصہ پر حاوی اور گہری سوچ و بچار کے بعد وسیع پروگرام بھی بنائیں۔ تبھی ہم تبلیغ کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والے کہلا سکتے ہیں۔ پس اس کے لئے ہمیں خالص ہو کر کوشش کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اپنی زندگیوں کو تقویٰ سے بھرنا ہوگا۔ عہدیداروں کو صرف عُہدوں سے غرض نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس مقصد کی پہچان کرنی ہوگی جس کے لئے اللہ تعالیٰ ان کو خدمت کا موقع دے رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے‘‘۔

فرماتے ہیں: ’’جو دل ناپاک ہے، خواہ قول کتنا ہی پاک ہو، وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا‘‘۔

فرمایا: ’’پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جائے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جائے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے؟ اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے؟‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 8 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اب یہ جو فرمایا کہ تخم ریزی کی جائے تو تخم (بیج) تو اسی لئے لگایا جاتا ہے کہ اس کو پھل لگیں۔ ہر احمدی کو پھل کی دو صورتیں ہیں۔ ایک اپنی حالتوں کو بدلنے کے لئے، ایک اپنی نسلوں کو احمدیت پر قائم رکھنے اور تقویٰ پر چلانے کے لئے اور پھر پیغام پہنچا کر دنیا کو اسلام کی خوبصورت تعلیم سے روشناس کروانے کے لئے۔ تو ایک ہی درخت ہے جس کو مختلف قسم کے پھل لگ رہے ہیں۔ اور ہر احمدی کو اس طرف سوچنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں، ہمارے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ ہو۔ ہمیشہ اس کے آگے جھکے رہنے والے ہوں اور اس سے مدد پانے والے ہوں۔ اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اور اس زمانہ کے مامور کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچانے کا جو کام ہمارے سپرد ہوا ہے اس کو احسن رنگ میں ادا کرنے والے ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی

احمدی طلباء کے لئے ھدایات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف مواقع اور خطابات میں احمدی طلباء کو جو نصائح فرمائی ہیں ان کا ایک ملخص پیش کیا جاتا ہے۔

☆ احمدی طلباء کا نصب العین یہ ہو کہ ہم اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے کیونکہ دین نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے اور اپنی علمی صلاحیتوں سے انسانیت کی خدمت کریں گے۔

☆ آئندہ زمانہ میں اعلیٰ تعلیم کے بغیر انسان کو زندگی گزارنا مشکل ہوگا۔

☆ احمدی طلباء کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی چاہئے کیونکہ دنیا والے صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی بات ہی توجہ سے سنتے ہیں۔ اگر احمدی اعلیٰ تعلیم یافتہ، متقی اور شریعت پر کاربند ہوں گے تو لوگ خود بخود ان کی طرف کھنچے چلے آئیں گے اگر دنیوی تعلیم حاصل کرنے کا مقصد یہ ہو کہ اس کے ذریعہ دین کی خدمت کی جائے تو دنیوی تعلیم بھی دینی تعلیم کے برابر کا درجہ رکھتی ہے۔

☆ والدین چاہے پڑھے لکھے ہوں یا پڑھے لکھے نہ ہوں وہ اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف پوری توجہ دیں۔ احمدی طلباء اپنے ملک کے بہترین طلباء میں شمار ہونے چاہئیں اور انہیں اپنے ملک کا قائد اور راہنما بننا چاہئے۔

☆ والدین کو گھر میں ایسا ماحول بنانا چاہئے کہ ان کے بچے دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کی طرف بھی توجہ دیں ہر احمدی طالب علم کو تعلیم کے ہر میدان میں آگے بڑھنا چاہئے۔

☆ احمدی طلباء کو حصول تعلیم کے سلسلہ میں سخت مشقت اور محنت کرنی چاہئے لہٰذا احمدی طلباء کو فضولیات میں اپنا وقت برباد نہیں کرنا چاہئے والدین کا فرض ہے کہ وہ اس امر کی نگرانی کریں۔

☆ احمدی طلباء کی سوچ اور مقصد اور ان کا نصب العین بلند ہونا چاہئے انہیں بہت دعا کی اور محنت کی عادت ہونی چاہئے تاکہ وہ ہر امتحان میں اسی فیصد سے زیادہ نمبر حاصل کرسکیں انہیں اپنی کلاس میں اول پوزیشن حاصل کرنی چاہئے بلکہ تعلیمی بورڈ یا یونیورسٹی کے امتحان میں پہلی دس پوزیشن احمدی طلباء کی ہونی چاہئیں۔

☆ تعلیم کے دوران احمدی بچیوں کو پردہ اور لباس کے تعلق میں قرآنی احکام کی پوری اور سختی سے پابندی کرنی چاہئے۔ جب احمدی بچیاں شادی کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کی شادی کر دینی چاہئے شادی کے بعد وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکتی ہیں۔

☆ طلباء کو روزانہ گھر پر سکول میں پڑھے ہوئے اسباق کی دہرائی کرنی چاہئے دہم جماعت تک کے طلباء کو کم از کم چار گھنٹے روزانہ گھر پر مطالعہ کرنا چاہئے کالج اور یونیورسٹی کے طلباء کو کم از کم چھ گھنٹے مطالعہ کرنا چاہئے۔ امریکہ میں ایک طالب علم روزانہ اوسطاً 14 گھنٹے یونیورسٹی اور گھر پر ذاتی مطالعہ کرتا ہے جبکہ یورپ میں یہ اوسط 13 گھنٹے، روس میں 12 گھنٹے ہے۔

☆ احمدی طلباء کو سکول / کالج / یونیورسٹی میں اپنی منفرد پہچان بنانی چاہئے۔ ان کا لباس وضع قطع چال چلن ایسا ہو کہ دینی تعلیم کا جیتا جاگتا مجسمہ ہوں۔

☆ احمدی طلباء کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنیں۔ قرآن کریم سے استفادہ کریں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ زندگی کا مقصد عبادت الٰہی ہے۔ روزانہ پنجوقتہ نمازیں ادا کریں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو پنجوقتہ نماز باقاعدہ ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت میں رکھے گا احمدی طلباء کو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

☆ احمدی طلباء میں تعلیم کی وجہ سے ایک نئی تبدیلی پیدا ہونی چاہئے انہیں دینی تعلیم حاصل کرنی چاہئے تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرسکیں احمدی طلباء کا نمونہ ایسا ہو کہ غیر یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ احمدی طلباء پاک کردار نیک سیرت اور عبادت گزار ہیں ملک و قوم کی خدمت کرتے ہیں اور انہیں کی وجہ سے ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

☆ احمدی طلباء خدا کی عبادت کے ساتھ ساتھ اگر اس نیک ارادہ کے ساتھ علم حاصل کریں کہ وہ ملک و قوم کی خدمت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے ان کی تعلیم آسان کر دے گا۔

☆ احمدی طلباء کو روزانہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے ساتھ ساتھ معلومات عامہ اخبارات و رسائل کا بھی مطالعہ کرنا چاہئے۔

☆ اپنی تعلیمی کورس کی کتب کے علاوہ بھی دیگر کتب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

☆ امتحان میں پرچہ حل کرنے سے قبل ہاتھ اٹھا کر دعا ضرور کرنی چاہئے۔

☆ احمدی طالب علموں میں یہ دلچسپی پیدا کریں کہ وہ قرآن پر غور و فکر کرنے لگیں۔ ان کا قرآن کریم کا علم بڑھائیں تاکہ وہ قرآن کریم سے تحقیق کرنے کے طریقے سیکھیں تبھی انہیں سائنس کے علم کا فائدہ ہوگا۔

پھر فرمایا: پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب قرآن کریم پر بہت غور و فکر کرتے تھے اور اس علم کو انہوں نے بہت بڑھایا اور اسی وجہ سے ان کے Science کے علم کو فائدہ ہوا۔ احمدی طالب علموں کو بھی پروفیسر عبدالسلام صاحب کے اس طریق کو اپنانا چاہئے۔ اس ضمن میں ملک بھر کے سیکرٹریان تعلیم کو بہت فعال کریں اور لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ کو بھی اس شعبہ میں ان کو بھی فعال کریں۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وقف نو کی کلاسز اور حضور رحمہ اللہ کی کتاب Revelation Rationality knowledge and truth (جواب اردو میں بھی مہیا ہے) کے ذریعہ احمدی طلباء اور اساتذہ کو قرآن اور سائنس کے تعلقات کا علم ہوگا۔ اس لئے نظارت تعلیم ان دونوں کو زیادہ سے زیادہ Promote کرے۔

☆ نظارت تعلیم ہر ذریعہ سے کوشش کرے اور Promote کرے کہ احمدی طالب علم اور وقف نو بچے جماعتی کتب، رسالے، ایم ٹی اے اور alislam ویب سائیٹ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’’وہ دن نزدیک ہیں بلکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں‘‘۔

(حقیقۃ الوحی)

رانا ہومیو پیتھک کلینک (پرائیویٹ)
سوموار تا جمعرات سہ پہر تین بجے تا سات بجے شام
ہفتہ دو بجے تا چھ بجے شام (مفت مشورہ، مفت دوائی)
رانا سعید احمد خان (Homeopath,AHCP Reg)
Mobile: 07878760588
E-mail: ranasaeed58@hotmail.co.uk
392 London Road,Mitcham (Surrey)
London CR4 4EA

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے فرزندار جمند

حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب

کی سیرۃ و سوانح کے دلکش نقوش

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کے 14/جون 2008ء سے 26/جون 2008ء کے شماروں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی سیرت و سوانح کے مختلف پہلوؤں پر مشتمل مکرم میر انجم پرویز صاحب کے قلم سے ایک ایمان افروز سلسلہ شائع کیا جاتا رہا جو کُل آٹھ اقساط پر مشتمل تھا۔ ان مضامین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت مقدسہ کی جھلکیاں بھی نہایت خوبصورتی سے آشکار ہوتی ہیں۔ ذیل میں اِن مضامین کی تلخیص پیش کی جارہی ہے۔

(تلخیص و ترتیب: محمود احمد ملک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی پندرہ سولہ سال کی عمر کے ہی تھے جب آپ کی شادی اپنے ماموں مرزا جمعیت بیگ صاحب کی چھوٹی صاحبزادی حرمت بی بی صاحبہ سے ہوگئی۔ محترمہ حرمت بی بی صاحبہ سے آپؑ کے دو فرزند پیدا ہوئے یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا فضل احمد صاحب۔

صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب 1853ء میں اور صاحبزادہ مرزا فضل احمد صاحب 1855ء میں پیدا ہوئے۔ مرزا فضل احمد صاحب کا عین جوانی میں انتقال ہوگیا۔ ان کی پہلی شادی اپنے ماموں مرزا علی شیر صاحب کی بیٹی سے ہوئی جس کا نام عزت بی بی تھا لیکن اُن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ پھر اُن کی دوسری شادی بیگم بی بی صاحبہ سے ہوئی جو کشمیر کی رہنے والی تھیں۔ مرزا فضل احمد صاحب کے انتقال کے بعد صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب ہی اُن کی بیوہ کی سرپرستی فرماتے رہے۔

تعلیم

صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے اگرچہ باقاعدہ طور پر تو تعلیم حاصل نہیں کی تھی لیکن اردو کے علاوہ فارسی میں بھی آپ کی ادیبانہ شان تھی۔ اور عربی کی اَدبیات پر بھی عبور حاصل تھا۔ انگریزی زبان سے بھی ضروریات زمانہ کے لحاظ سے بہت واقف تھے۔ بچپن میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ سے بھی چند کتب سبقاً پڑھی تھیں، جن میں تاریخ فرشتہ، نحو میر اور گلستان و بوستان شامل ہیں۔ آپ خود بیان کرتے ہیں کہ ''والد صاحب پچھلا پڑھا ہوا سبق بھی سنا کرتے تھے مگر پڑھنے کے متعلق مجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوئے، حالانکہ میں پڑھنے میں بے پرواہ تھا۔ لیکن آخر دادا صاحب نے مجھے والد صاحب سے پڑھنے سے روک دیا اور کہا کہ میں نے سب کو ملّاں نہیں بنا دینا، تم مجھ سے پڑھا کرو۔ مگر ویسے دادا صاحب والد صاحب کی بڑی قدر کرتے تھے''۔

تحصیلداری

1884ء میں صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے تحصیلداری کا امتحان دینا چاہا۔ اس موقع پر آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں دعا کے لئے ایک رقعہ لکھ کر بھیجا۔ لیکن چونکہ یہ دنیاداری کا معاملہ تھا اور حضورؑ کی طبیعت ایسے معاملات میں دعا کی طرف مائل نہ ہوتی تھی اس لئے حضورؑ کو کراہت پیدا ہوئی۔ اس بارہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھ کر مجھ کو بھیجا کہ جو میں نے امتحان تحصیل داری کا دیا ہے اس کی نسبت دعا کریں کہ پاس ہو جاوے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور دعا کریں۔ مجھ کو وہ خط پڑھ کر بجائے رحم کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دنیا کے بارے میں کس قدر ہم اور غم ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی بہ تمام تر نفرت و کراہت چاک کر دیا اور دل میں کہا کہ ایک دنیوی غرض اپنے مالک کے سامنے کیا پیش کروں۔ اس خط کے چاک کرتے ہی یہ الہام ہوا کہ ''پاس ہو جاوے گا'' چنانچہ وہ لڑکا پاس ہوگیا۔''

EAC میں کامیابی

حضرت سید شفیع احمد صاحبؓ محقق دہلوی کی روایت کے مطابق حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جب E.A.C. کا امتحان دینے کے لئے قادیان سے لاہور تشریف لے گئے تو دوسرے امیدواروں نے آپ کا خوب مذاق اڑایا کیونکہ اُن کے نزدیک صاحبزادہ صاحب کسی ایسے امتحان میں بیٹھنے کے بھی لائق نہیں تھے۔ یہ باتیں سن کر آپ دل ہی دل میں کہنے لگے کہ مَیں حضرت والد صاحب کی خدمت میں دعا کی درخواست کر کے آیا ہوں اور آپ نے دعا کا وعدہ بھی کیا ہے، خدا کرے کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ انہی خیالات کے ہجوم میں آپ سو گئے اور قریباً چار بجے صبح خواب دیکھا کہ حضرت صاحب تشریف لائے ہیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر ایک کرسی پر بٹھا دیا ہے۔ اس خواب کی آپ نے یہ تعبیر فرمائی کہ میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا اور یہی بات آپ نے صبح امتحان سے قبل ہی تحدی کے ساتھ مذاق اڑانے والوں سے بھی کہہ ڈالی۔ چنانچہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب ہو گئے۔

علم طبّ

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے طب بھی پڑھی تھی لیکن اسے بطور پیشہ اختیار نہیں فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اولاد کو علم طب پڑھنے کی بطور خاص تاکید فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کچھ دنوں تک دیوبند میں بھی پڑھتے رہے تھے اور دیوبند ہی سے نکل کر گھر والوں کو اطلاع دیئے بغیر آپ نے سرکاری نوکری بھی کر لی تھی۔ دہلی میں بھی سلسلۂ حصول تعلیم کے حوالہ سے آپ کا قیام رہا۔

1899ء میں جب آپ پہلی بار بسلسلہ ملازمت لاہور وارد ہوئے تو اُن دنوں میں آپ نے اپنی حصول تعلیم کی مساعی کے بارہ میں کہا تھا کہ آپ نے شاہی طریقہ سے تعلیم نہیں پائی بلکہ طالب علمی کی ہے۔ کیونکہ وہ وقت بھی آیا کہ آپ دہلی کی کسی مسجد میں رہتے تھے اور تعلیم پاتے تھے۔ آپ کو بچپن ہی سے مطالعہ اور کتب بینی کا بے حد شوق تھا اور یہ شوق آپ اپنے والد صاحب اور دادا صاحب کے کتابوں کے ذخیرہ سے پورا کیا کرتے تھے۔

بچپن کے واقعات

حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی زندگی نہایت شرافت اور دیانتداری کے ساتھ بسر کی۔ آپ اپنے والد محترم کی سچے دل سے عزت کرتے تھے اور شروع سے ہی ان کی سچائی اور بزرگی کے قائل تھے، لیکن دین کے معاملہ میں آپ کو زیادہ شوق اور شغف نہیں تھا۔ آپ نے خود لکھا ہے کہ میرے والد صاحب میری بعض کمزوریوں کی وجہ سے میرے فائدہ کے لئے مجھ پر ناراض بھی ہوئے اور میں صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ ان کی ناراضگی واجبی اور حق تھی۔ ایک بار آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا حضرت صاحب کبھی کسی پر ناراض بھی ہوتے تھے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ''ان کی ناراضگی بھی صرف دینی معاملات میں ہوتی تھی۔ بعض اوقات مجھے نماز کے لئے کہا کرتے تھے مگر میں نماز کے پاس تک نہ جاتا تھا''۔

حضرت مسیح موعودؑ کو چونکہ دنیاوی اموال اور جائیدادوں سے کوئی غرض نہ تھی اور کاروبار اور جائیداد کے سب انتظامات آپؑ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے ہاتھ میں تھے۔ چنانچہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اپنی ضروریات کے لئے اپنے تایا کی طرف ہی رجوع کرتے تھے اور اپنے والد صاحب سے بھی زیادہ تعلق اپنے تایا سے رکھتے تھے۔ وہ بھی آپ کو بیٹوں کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ 9/جولائی 1883ء کو جب وہ لاولد فوت ہوگئے تو اُن کی اہلیہ حرمت بی بی صاحبہ حضورؑ کے پاس آئیں اور التجا کی مرزا غلام قادر کی جائیداد مرزا سلطان احمد کے نام بطور متبنّٰی کرادیں۔ چنانچہ حضورؑ نے اپنی بھاوج کی دلداری کی خاطر تمام جائیداد مرزا سلطان احمد صاحب کے نام داخل خارج کرادی اور اپنے نام نہیں کرائی۔ حالانکہ قانون کے مطابق وہ ساری جائیداد آپؑ کے نام منتقل ہوجانی تھی۔

شادی اور اولاد

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی پہلی شادی نومبر 1884ء میں اُسی دن ہوئی تھی جس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی دوسری اہلیہ یعنی حضرت امّ المؤمنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کو دلّی سے بیاہ کر قادیان لائے تھے۔ صاحبزادہ صاحب کی پہلی بیوی ایمہ ضلع ہوشیارپور کی رہنے والی تھیں۔ اُن سے حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ پیدا ہوئے۔ پھر پہلی بیوی کی زندگی میں ہی صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے مرزا امام الدین کی لڑکی خورشید بیگم سے نکاح ثانی کرلیا تھا۔ اس کے بعد اہلیہ اوّل جلد ہی فوت ہوگئیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب 3/اکتوبر 1890ء کو پیدا ہوئے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں ابتدائی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے علیگڑھ تشریف لے گئے۔ عملی زندگی میں آپؓ نے ایک لمبا عرصہ ایک محنتی، فرض شناس اور دیانتدار افسر کی حیثیت سے سرکاری ملازمت میں گزارا۔ 1945ء میں ADM کے اعلیٰ عہدہ سے ریٹائر ہوکر آپؓ نے اپنی زندگی وقف کردی۔ قیام پاکستان کے بعد 16 جولائی 1949ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کو صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا۔ اس عہدہ پر آپؓ 1971ء تک فائز رہے۔ اپنی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد مارچ 1930ء میں آپؓ کی شادی حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کی صاحبزادی محترمہ نصیرہ بیگم سے ہوئی جن کے بطن سے پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔ آپؓ کے دونوں صاحبزادوں کو خدمت دین کی غیر معمولی توفیق عطا ہورہی ہے۔ یعنی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و صدر صدر انجمن احمدیہ اور محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر دیوان و صدر مجلس انصاراللہ پاکستان۔

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کا وجود باوجود اپنے نہایت اعلیٰ اوصاف اور اہم دینی خدمات کے علاوہ اس لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ کا ایک نشان تھا کہ حضورؑ کو بذریعہ خواب 1899ء میں آپ کے قبول احمدیت کا نظارہ یوں دکھایا گیا تھا کہ فرمایا: ''ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز احمد ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے۔ وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے''۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ کو 1906ء میں حضورؑ کے دست مبارک پر ہی بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جب تائی صاحبہ نے آپؓ کی بیعت کا شکایت کے رنگ میں ذکر مرزا سلطان احمد صاحب سے کیا تو انہوں نے جواباً کہا کہ: ہم سے تو اچھا ہی رہے گا، نمازیں تو پڑھے گا۔

الہامات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے حوالہ سے صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں جالندھر کے نواحی دیہات کے دورہ پر تھا اور گھوڑے پر سوار ہوکر جارہا تھا کہ اچانک مجھے زور سے آواز سنائی دی: ''ماتم پرسی'' اور اس کے ساتھ ہی مجھ پر شدید ہم و غم کی کیفیت طاری ہوگئی۔ چونکہ میرا زیادہ تعلق تائی صاحبہ سے تھا۔ اس لئے میرا ذہن سب سے پہلے اُنہی کی طرف منتقل ہوا کہ شاید ان کی وفات ہوگئی ہو۔ لیکن معاً بعد مجھے خیال پیدا ہوا کہ تائی صاحبہ کا مقام اللہ تعالیٰ کے حضور اتنا بلند نہیں کہ اللہ تعالیٰ خود ان کے لئے ماتم پرسی کرے، چنانچہ مجھے یقین ہوگیا کہ حضرت والد ماجد وفات پاگئے ہیں اور وہی علو مرتبت کے اعتبار سے یہ مقام رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اظہار تعزیت فرمائے۔ اس یقین کے پختہ ہونے پر گھوڑا تیز کر کے مَیں جالندھر شہر پہنچا اور سیدھا کچہری میں انگریز ڈپٹی کمشنر کے پاس جاکر درخواست دی کہ میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے اس لئے مجھے پانچ دن کی رخصت دی جائے۔ وہ میری درخواست

پڑھ کر کہنے لگے کہ آپ کے والد صاحب مشہور خلائق شخصیت تھے، ان کی علالت کی کوئی خبر یا اطلاع شائع نہیں ہوئی۔ کیا آپ کو تار ملا ہے کہ ان کی وفات اچانک ہوگئی ہے۔ میں نے جواباً کہا کہ مجھے الہام ''ماتم پرسی'' ہوا ہے جس سے مَیں یقین کرتا ہوں کہ میرے والد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ میری یہ بات سن کر وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ الہام ولہام کوئی چیز نہیں۔ یہ محض آپ کا وہم ہے۔ پھر کہا میں رخصت دینے میں روک نہیں ڈالتا۔ اگر آپ چاہیں تو پانچ دن سے زیادہ رخصت لے لیں لیکن اطمینان رکھیں کہ آپ کے والد صاحب خیریت سے ہیں۔ پھر جب مَیں سفر کی تیاری کررہا تھا تو حضورؑ کی لاہور میں وفات اور جنازہ قادیان لے جانے کا تار بھی آ گیا جس میں قادیان پہنچنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اس پر مَیں تار لے کر حجّت تمام کرنے دوبارہ کچہری گیا تو ڈپٹی کمشنر صاحب تار دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے اور منہ میں انگلی ڈال کر کہنے لگے کہ: ''یہ بات میری سمجھ سے بالا ہے''۔

اس سے کئی سال قبل بھی جب حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کے برادر خورد صاحبزادہ مرزا فضل احمد صاحب کی وفات ہوئی تو بھی صاحبزادہ صاحب کو کشفاً ایک پوسٹ کارڈ دکھایا گیا جس پر درج تھا: أَخُوْكَ ڈائیڈ (Died) یعنی تیرا بھائی فوت ہو گیا ہے۔

سفر ولایت اور حج بیت اللہ

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے 1913ء یا 1914ء میں سفر ولایت بھی کیا اور حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبی کریمؐ سے بھی مشرف ہوئے۔

خان بہادر کا خطاب

اگرچہ صاحبزادہ صاحب کو ''خان بہادر'' کا خطاب ملا ہوا تھا لیکن آپ اس خطاب کو اپنے لئے باعث شرف نہ سمجھتے تھے اور نہ ہی عام طور پر اپنے نام کے ساتھ یہ لکھا کرتے۔ ایک دفعہ کسی انگریز افسر نے پوچھا کہ آپ اپنے دستخطوں کے ساتھ ''خان بہادر'' کیوں نہیں لکھتے تو آپ نے جواباً کہا کہ یہ خطاب سرکار سے مجھے اب ملا ہے اور مرزا کا لقب مجھے اَبًا عَنْ جِدٍّ حاصل ہے۔ پھر ''خان بہادر'' کا خطاب مشروط ہے اور مرزا کا خطاب غیر مشروط۔ اس لئے میں وہی خطاب اپنے نام کے ساتھ لکھتا ہوں جو ہر حال میں میرے نام کے ساتھ رہا ہے اور رہے گا۔

ملازمت

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے سرکاری ملازمت پٹواری کے عہدہ سے شروع کی اور درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر کے عہدے تک پہنچے۔ اور قائم مقام حاکم ضلع یا ڈپٹی کمشنر کے فرائض بھی آپ نے انجام دیئے۔ پنجاب کے اکثر اضلاع میں بحیثیت افسر محکمۂ بندوبست فرائض بھی سرانجام دیئے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ریاست بہاولپور میں مشیر مال بنا کر بھی بھیجے گئے۔ آپ نے ہمیشہ اپنے فرائض بڑی محنت، ذہانت اور انتہائی دیانت داری سے سرانجام دیئے اور جس جگہ بھی رہے، نیک نام رہے۔ سادہ لباس، سادہ طبیعت، انکسار اور مروت آپ کے مزاج کا خاصہ تھا۔ جب ریاست بہاولپور کے وزیر بنا کر بھیجے گئے تو وہاں پہنچتے ہی نہایت اعلیٰ قسم کا سارا فرنیچر اور دیگر ساز و سامان ایک کمرہ میں مقفل کروا دیا اور اپنے رہنے کے لئے صرف ایک سادہ کمرہ منتخب کیا۔ لباس اور رہائش کی طرح آپ کھانا بھی سادہ کھاتے تھے۔

فرائض کی سرانجام دہی میں دیانتداری کا یہ عالم تھا کہ جب آپ بہاولپور میں وزیر مالیات اور ایک بااختیار حاکم تھے تو آپ کو نواب صاحب کی دادی صاحبہ کے ایک پروردہ خادم کی بدعنوانیوں کی شکایات ملنے لگیں۔ آپ نے تحقیق کرنے پر شکایات کو درست پایا تو بے دھڑک اس کو پکڑ کر حوالات میں بھجوا دیا۔ اِس پر اُس خادم کے ورثاء نے بیگم صاحبہ کے حضور دہائی دی۔ چنانچہ بیگم صاحبہ نے آپ کو اپنی ڈیوڑھی پر طلب کر کے پوچھا کہ تم نے ہمارے آدمی کو جیل کیوں بھیجا؟ آپ نے جواب دیا: حضور کے ہی حکم سے۔ انہوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ آپ نے کہا کہ: مجھے حضور کی ریاست کی طرف سے رعایا کے حقوق اور اُن کی جان و مال وعزت وآبرو کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ جب مجھ پر ثابت ہو گیا وہ شخص رعایا کے لئے سبب زحمت ہے تو میں نے حضور کے ہی دیئے ہوئے اختیارات سے کام لے کر اس کو سزا دیدی۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو اُس فرض کی بجا آوری میں کوتاہی ہوتی جس کے بجالانے کے لئے مجھے مقرر کیا گیا ہے۔ بیگم صاحبہ اس جواب سے بہت خوش ہوئیں اور منہ چڑھے خادم نے اپنے کئے کی سزا پائی۔

بے داغ کردار

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کا دامن ہر موقعہ پر ترغیب وتحریص کی آلائشوں سے پاک رہا۔ کئی بدنام علاقوں میں بھی آپ نے قانون کی عملداری قائم کی اور اپنی ذات کو ہر قسم کی تہمت سے بچائے رکھا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد جب برطانوی حکومت کے خلاف تحریکِ ترکِ موالات شروع ہوئی تو اُن دنوں حضرت صاحبزادہ صاحب گوجرانوالہ میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ جب لاہور کے بعد گوجرانوالہ بھی ہنگاموں کی لپیٹ میں آ گیا تو شدید بدامنی کے حالات پیدا ہو گئے۔ نہ صرف عوام نے آئینی حدود کو توڑ دیا اور بعض سرکاری عمارتوں کو نقصان پہنچایا بلکہ ریلوے سٹیشن تو پورا جلا دیا۔ ایسے وقت میں آپ سے امن بحال کرنے کے لئے ہجوم پر گولی چلانے کو کہا گیا لیکن آپ نے کہا کہ میں ان معصوم بچوں اور ان بے خبر لوگوں پر گولی چلانے کا حکم نہیں دے سکتا۔ کیونکہ میرے نزدیک شورش کے ذمہ دار یہ نہیں کوئی اَور ہیں جو اس مجمع میں موجود نہیں۔ پھر آپ نے پُر جوش ہجوم کے سامنے ایسی سلجھی ہوئی تقریر کی کہ نفرت وغصہ کی آگ ٹھنڈی ہوگئی اور وہی جلوس مرزا سلطان احمد کی سرکردگی میں شہر کو واپس ہوا۔ جن کی زبانوں پر ''انگریز مردہ باد'' کے نعرے تھے، وہ اب ''مرزا سلطان احمد زندہ باد'' کے نعرے لگانے لگے۔ بعد میں گورنر پنجاب نے ایک ملاقات کے دوران صاحبزادہ صاحب سے شکوہ کیا کہ آپ گوجرانوالہ کا انتظام ٹھیک طور پر نہیں کر سکے۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ لاہور میں تو ''یور ایکسی لینسی'' بہ نفسِ نفیس موجود تھے لیکن پھر بھی یہاں کے ہنگاموں کو نہیں روک سکے۔ اگر آپ یہاں پر ہی روک دیتے تو یہ ہنگامے گوجرانوالہ نہ پہنچتے۔

قبول احمدیت

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو شروع ہی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بے حد عقیدت و شیفتگی تھی اور آپ کی روح تحریک احمدیت کو قبول کر چکی تھی مگر آپ کو اس کے اظہار و اعلان میں بہت تأمل تھا۔ اور اس بات کا علم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بھی تھا۔ چنانچہ جون 1924ء میں حضورؓ نے آپ کے فرزند محترم مرزا رشید احمد صاحب کے خطبۂ نکاح میں ارشاد فرمایا کہ: ''ان کے خاندان میں اب ایک ہی وجود ایسا ہے جس نے ابھی تک اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جو حضرت مسیح موعودؑ لائے۔ ...... جب سے مَیں نے ہوش سنبھالی ہے مَیں برابر ان کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں کہ خداتعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ مَیں سنتا رہتا ہوں کہ وہ احمدیت کو ہدایت کی راہ ہی خیال کرتے ہیں مگر کوئی روک ہے جس کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ خداتعالیٰ اس روک کو ہٹا دے۔ آمین''

آخر یہ دعائیں مقبول ہوئیں اور اکتوبر 1928ء کے پہلے ہفتہ میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے احمدیت قبول کرنے کا اعلان شائع کروا دیا۔ اور دو سال بعد یعنی 25/دسمبر 1930ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی دستی بیعت کی توفیق پائی۔ حضورؓ ازراہ شفقت خود اپنے بڑے بھائی کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ کی بیعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی جو موعود فرزند کے بارہ میں تھی کہ ''وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا'' پوری ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب سے انتہا درجہ کی محبت و الفت تھی اور وہ اکثر حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے آپ کی بعض کتب کی تعریف کیا کرتے تھے اور منشاء یہ ہوتا تھا کہ حضورؑ کی نظر کرم صاحبزادہ صاحب کی طرف ہو جائے اور ان کے لئے دعا کریں۔ ایک دفعہ آپؓ نے اپنے معمول کے مطابق جب ذکر کیا تو حضورؑ نے فرمایا:

''مرزا سلطان احمد سے کہو کہ خدا سے صلح کر لے''۔

مرزا سلطان احمد صاحب کو بھی مدتوں قبل بذریعہ رؤیا یہ دکھایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کھڑے ہیں اور وہاں ایک جگہ پر چار کرسیاں بچھی ہیں۔ حضورؑ نے آپ سے کہا کہ ایک کرسی پر تم بیٹھ جاؤ۔

ایک عظیم الشان نشان

حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 3/جولائی 1931ء میں فرمایا: ''حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام یعنی ہم تیرے متعلق ایسی تمام باتوں کو جو تیرے لئے شرمندگی یا رسوائی کا موجب ہوسکیں مٹا دیں گے۔ اس الہام کو مَیں دیکھتا ہوں کہ ان عظیم الشان کلماتِ الٰہیہ میں سے ہے۔ جو متواتر پورے ہوتے رہتے ہیں اور جن کے ظہور کا ایک لمبا سلسلہ چلا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو اعتراض کئے جاتے تھے۔ ان میں سے ایک اہم اعتراض یہ بھی تھا کہ آپؑ کے رشتہ دار آپؑ کا انکار کرتے ہیں اور پھر خصوصیت سے یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ آپؑ کا ایک لڑکا آپؑ کی بیعت میں شامل نہیں۔ یہ اعتراض اس کثرت کے ساتھ کیا جاتا تھا کہ جن لوگوں کے دلوں میں سلسلہ کا درد تھا وہ اس کی تکلیف محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ میں دوسروں کو تو نہیں کہہ سکتا لیکن اپنی نسبت میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے متواتر اور اس کثرت سے اس امر میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ہزارہا دفعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہوگی اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں، بغیر ذرّہ بھر مبالغہ کے، بیسیوں دفعہ میری سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اس وجہ سے نہیں کہ جس شخص کے متعلق اعتراض کیا جاتا تھا وہ میرا بھائی تھا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ جس شخص کے متعلق اعتراض کیا جاتا تھا وہ حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا تھا اور اس وجہ سے کہ یہ اعتراض حضرت مسیح موعودؑ پر پڑتا تھا۔ میں نے ہزاروں دفعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اور آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس کا نتیجہ یہ دکھایا کہ مرزا سلطان احمد صاحب جو ہماری دوسری والدہ سے بڑے بھائی تھے اور جن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ان کے لئے اب احمدیت میں داخل ہونا ناممکن ہے، احمدی ہو گئے''۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اردو کلاس میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ’’حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیہ نظموں میں ان کا نام نہیں آتا اس کی کیا وجہ ہے؟۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام الہام میں چھپا دیا تھا۔ مصلح موعود کے متعلق الہام یہ ہوا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ تین بھائی تھے اور یہ چوتھے ہوگئے۔ پیشگوئی اس میں یہ تھی کہ جب تک حضرت مصلح موعودؓ خلیفہ نہیں ہوں گے اس وقت تک یہ بیعت نہیں کریں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ تین کو چار کرنے والے بنے۔

مرزا سلطان احمد صاحب بیعت نہیں کرتے تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ان کے دل میں بہت احترام تھا۔ سچا کہتے تھے مگر بیعت نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کو بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ بیعت کیوں نہیں کرتے اور ان کو بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ بیعت کیوں نہیں کررہا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میرے اعمال اتنے اچھے نہیں ہیں کہ مَیں اس باپ کی طرف منسوب ہوں۔ اس لئے کہ ان کی طبیعت میں ایک انکسار تھا۔ ہمیشہ اپنے آپ کو چھوٹا کہتے تھے۔ بہت سادہ مزاج، بہت کثرت سے لوگوں پر احسان کئے ہوئے ہیں۔......‘‘۔

بیعت کے بعد اخلاص

قبول احمدیت سے قبل بھی حضرت صاحبزادہ صاحب حضرت مصلح موعودؓ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ایک بار چند متعصب لوگوں نے آپ کو غصہ دلانے کے لئے بتایا کہ آپ کی زمین کے دو چھوٹے ٹکڑے میاں محمود آپ کی اجازت کے بغیر زیر کاشت لے آئے ہیں تو آپ اُن لوگوں پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: ’’فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ میاں محمود میرے بھائی ہیں۔ اگر وہ میرے مکان کی چھت پر بھی ہل چلوادیں تو بھی میں ان سے اختلاف نہیں کروں گا‘‘۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد مخالفین نے یہ کوشش شروع کی کہ کسی طرح صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کو حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کی اولاد کی مخالفت پر آمادہ کیا جائے۔ اُن دنوں میں آپ نے ایک دوست کے نام خط تحریر کرتے ہوئے اپنے جن جذبات کا اظہار فرمایا وہ آپ کی قلبی کیفیات کے آئینہ دار ہیں۔ آپ کا یہ خط پیسہ اخبار میں بھی شائع ہوگیا تھا۔ آپ نے لکھا کہ: ’’...... میری رائے میں جو دین یہ سکھاتا ہے کہ باپ کی بے عزتی اور بے وقری کی جائے اور باپ کے پسماندگان کے ساتھ فساد کیا جائے وہ کفر اور ارتداد سے بھی بدتر ہے۔ اگر ایسے شرمناک دین کی وجہ سے بہشت بھی مل سکے تو میری رائے میں وہ دوزخ سے بھی بدتر ہے۔ لعنتی ہے وہ بیٹا اور کم بخت ہے وہ لڑکا جو باپ کی میت کو خراب کرے اور چھوٹے بھائیوں سے ناحق الجھے۔ ...... قادیان کی جماعت خدا کے فضل و کرم سے بمقابلہ میرے ہزاروں درجہ نیک، متقی، عامل شریعت، شب بیدار اور پرستار خدائے لایزل ہے اور میرے اعمال آپ خوب جانتے ہیں کیا ہیں۔ کیا باوجود ان اعمال کے ایسی جماعت کی مخالفت کر سکتا ہوں۔ لوگ انہیں کافر سمجھیں اور قابل دار۔ وہ مجھ سے حد درجہ نیک اور قابل عزت ہیں......‘‘

حضرت صاحبزادہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں ذرا سی گستاخی بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ لاہور میں پنجاب کے سینئر افسران کی دعوت تھی۔ جس میں بشپ آف لاہور نے غالباً اس خیال سے کہ آپ بھی حضورؑ کے مخالفین میں شامل ہیں، حضورؑ کے خلاف زبان درازی کرنی چاہی۔ آپ نے اُنہیں دو ایک بار ایسا کرنے سے روکا لیکن وہ باز نہ آئے۔ جس پر آپ نے کھانے سے بھری ہوئی پلیٹ اُنہیں دے ماری۔

حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت سے عقیدت

مکرم علی محمد صاحب افسر مال راولپنڈی لکھتے ہیں کہ سید فقیر افتخار الدین صاحب اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے آپس میں نہایت پرانی اور گہری دوستی و یگانگت کے تعلقات تھے۔ میں بھی کسی کسی موقعہ پر جناب سید صاحب کی خدمت میں احمدیت کی صداقت کے متعلق عرض کر دیتا تھا۔ آپ نے ایک دن اس ضمن میں فرمایا کہ میں اور مرزا سلطان احمد صاحب اس لئے غیر احمدی نہیں ہیں کہ ہم احمدیت کو حق اور صداقت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہم نہیں چاہتے کہ اس پاک سلسلہ میں ہمارے جیسے آدمی شامل ہوکر اس کی بدنامی کا موجب ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ’’سراج منیر‘‘ میں یہ خواب بیان فرمایا ہے کہ: ’’پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ ایک شخص جس کا نام سلطان بیگ ہے جان کندن میں ہے۔ میں نے کہا کہ عنقریب وہ مرجائے گا کیونکہ مجھے خواب میں دکھلایا گیا ہے کہ اُس کی موت کے دن صلح ہوگی‘‘۔ یہ پیشگوئی بھی صاحبزادہ صاحب کی بیعت کے بعد اُن کے جلد انتقال سے پوری ہوئی۔ آپ کا نام سلطان تھا اور بیگ کا اشارہ آپ کی مغل ذات ہونے کی طرف تھا۔ پھر صلح کے دن موت سے مراد یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیعت کرنے کے بعد اُسی سال کے اندر آپ کی وفات ہوجائے گی۔ (حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے 25/دسمبر 1930ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی دستی بیعت کی توفیق پائی۔ اور صرف چھ ماہ بعد وفات پاگئے)۔

حضرت مسیح موعودؑ کو صاحبزادہ صاحب کے بارہ میں ایک الہام یہ بھی ہوا تھا کہ: ’’پاس ہوجائے گا‘‘۔ خدا کا کلام ذوالوجوہ اور ذوالمعنی ہوا کرتا ہے۔ عمومی تشریح کے علاوہ ایک اور تشریح اس الہام کی یہ ہے کہ آپ انجام بخیر کے ساتھ وفات پاکر بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوں گے۔ اور اس دار الابتلاء کے روحانی امتحان میں بھی پاس ہوں گے۔

ایک روز حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیان کیا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ سلطان احمد آئے ہوئے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ میرے گھر میں بھی ایک ایسی ہی خواب آئی تھی کہ اس کی وہی تعبیر بتلائی جو آپ نے سمجھی یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوگا۔ سلطان سے مراد براہین اور نشان ہوا کرتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب جب میانوالی میں مال افسر تھے تو آپ کے پاس قادیان کے دو احمدی دوست بطور خدمتگار رہتے تھے۔ یہ آپ کو مجبور کرتے تھے کہ بیعت کرلی جائے۔ بعض اوقات صاحبزادہ صاحب اُن کے اصرار پر چڑ بھی جاتے تھے۔ مگر یہ باز نہیں آتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دوست مجھے بیعت کرنے کے لئے کہتے رہتے تھے مگر میرا ان سب کو یہی جواب تھا کہ میں حضرت والد صاحب کو خوب جانتا ہوں وہ بے شک اللہ تعالیٰ کے مُرسل ہیں مگر میری حالت ایسی نہیں کہ بیعت کو نبھا سکوں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میری پہلی شادی مکرم مرزا محمد اعظم بیگ صاحب کی دختر سے ہوئی۔ ہم بارات لے کر لاہور گئے۔ میاں صاحب (حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ) بھی ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم دلہن لے کر واپس قادیان پہنچے تو حضرت والد صاحب (صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب) نے فرمایا کہ دلہن کو پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پاس سلام اور دعا کے لئے لے جاؤ پھر گھر لانا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو میں اپنے پہلے خسر کے گاؤں اعظم آباد میں تھا۔ حضرت والد صاحب کی طرف سے تار ملا مگر میں بیماری یا اپنی بدقسمتی کی وجہ سے وقت پر قادیان نہ پہنچ سکا۔ کچھ عرصہ بعد جب میں قادیان گیا تو آپ مجھے حویلی کے احاطہ میں ملے اور فرمایا کہ ’’میرے تو والد فوت ہوگئے تھے، تمہارے تو دادا اور پیر بھی تھے مگر تم وفات کے وقت نہیں آئے تمہیں شرم کرنی چاہئے تھی‘‘۔ آپ نے مجھے اس سے سخت الفاظ پھر کبھی نہ کہے اور نہ کبھی اس واقعہ سے قبل کہے تھے۔

جب حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ علی گڑھ کالج میں زیر تعلیم تھے تو کالج میں طلبہ نے سٹرائیک کی جس میں آپؓ بھی شریک ہوئے۔ چونکہ یہ امر سلسلہ کی تعلیم کے خلاف تھا اس لئے اطلاع ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کو خارج از بیعت کردیا۔ اس پر آپؓ نے ایک معافی نامہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ارسال کیا۔ جو دراصل حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر اپنے بیٹے کو دیا تھا اور کہا تھا کہ اس کی نقل کرکے اپنے دستخط کے ساتھ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بھجوادو۔ چنانچہ آپؓ نے ایسا ہی کیا اور اس کے جواب میں حضورؑ نے فرمایا کہ: ’’ہم وہ قصور معاف کرتے ہیں۔ آئندہ اب تم پرہیزگار اور سچے مسلمان کی طرح زندگی بسر کرو اور بُری صحبتوں سے پرہیز کرو۔ بُری صحبتوں کا انجام آخر بُرا ہی ہوا کرتا ہے۔‘‘

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی شکل و شباہت بہت کچھ حضرت مسیح موعودؑ کے مشابہ تھی اور کچھ لکھا ہوا پڑھتے وقت گنگنانے کی آواز حضرت مسیح موعودؑ کی آواز سے بالکل ملتی تھی۔ آپ نہایت متواضع اور وسیع الاخلاق انسان تھے۔ قوت تحریر اور زور قلم آپ نے ورثہ میں پایا تھا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آپؑ کے مکان میں رہنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش جس کمرہ میں ہوئی وہ بھی آپ کے زیر استعمال رہا۔

1890ء میں حضرت اقدسؑ کئی ماہ تک شدید بیمار رہے حتیٰ کہ بظاہر زندگی کی امید منقطع ہوگئی۔ مئی میں آپ علاج کے لئے لاہور تشریف لائے اور مرزا سلطان احمد صاحب کے مکان پر ٹھہرے۔

جولائی 1932ء میں صاحبزادہ صاحب نے اپنی ذاتی لائبریری جماعت کو پیش کردی جسے صادق لائبریری میں ضم کرکے خلافت لائبریری بنادیا گیا۔

خواجہ کمال الدین صاحب نومبر 1914ء میں لندن سے واپس آئے تو اتفاقاً حضرت مرزا سلطان احمد صاحب سے بھی ملاقات ہوگئی۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کی جانشینی اور خلافت کے حقدار تو آپ ہیں۔ آپ لاہور چلیں اور خلافت کا اعلان فرمائیں اور ہم سب آپ کی بیعت کریں گے۔ آپ نے ہنس کر جواب دیا کہ میں تو ابھی احمدی بھی نہیں۔ میرا خلافت کا کیا حق ہے؟

(باقی آئندہ)

مضافاتی کالونیوں میں پلاٹس کی خرید وفروخت

جو احباب ربوہ کی مضافاتی کالونیوں میں پلاٹس کی خرید وفروخت کریں وہ منظور شدہ پراپرٹی ڈیلرز کی معرفت سودا کریں۔ بہتر ہے کہ سودا کرنے سے قبل پراپرٹی ڈیلر کا اجازت نامہ چیک کرلیں۔ کسی قسم کی دقّت کی صورت میں مضافاتی کمیٹی دفتر صدر عمومی سے مشورہ کرلیں۔

صدر انجمن احمدیہ کی ہدایت کے مطابق ربوہ کے ماحول میں نئی کالونی بنانے کے لئے مضافاتی کمیٹی سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اس کے بعد ملکی قانون کے تحت اسے رجسٹر کرنا ہوگا۔ لہٰذا احباب سے گزارش ہے کہ جب بھی کسی نئی کالونی میں پلاٹ خریدنا چاہیں تو اس امر کی تسلی کرلیں کہ کالونی منظور شدہ ہے تاکہ بعد میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ اگر کسی وضاحت کی ضرورت ہو تو مضافاتی کمیٹی دفتر صدر عمومی سے رابطہ کریں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بقیہ:انقلاب حقیقی کا قیام اور ہماری ذمہ داریاں از صفحہ نمبر 2

حکم نہیں مانتا تو ہم کیوں مانیں؟ اور بعض بظاہر بڑے آدمیوں کی نقل ان کے اَتباع کی دینی حالت کو بھی خراب کردیتی ہے۔

(4) چوتھے جن کو واقفیت ہو اور وہ شریعت پر عمل بھی کرنا چاہیں، وہ بھی ایک حصہ احکام پر عمل کر نہیں سکتے جب تک نظام مکمل نہ ہو۔ کیونکہ بعض احکام دو فریق سے متعلق ہوتے ہیں۔ ایک فریق عمل نہ کرے تو دوسرا بھی نہیں کر سکتا۔ جیسے مَیں نے بتایا ہے کہ نماز باجماعت اسی وقت پڑھی جاسکتی ہے جب کم سے کم دو آدمی ہوں۔ اگر ایک آدمی ہو اور وہ نماز باجماعت پڑھنے کی خواہش بھی رکھتا ہو تو اس وقت تک جماعت سے نماز نہیں پڑھ سکتا جب تک دوسرا آدمی اس کے ساتھ نماز پڑھنے کو تیار نہ ہو۔

یا مثلاً ایک شخص کو روپیہ قرض لینے کی ضرورت پیش آجائے اور وہ کسی سے مانگے تو اگر وہ دونوں مسلمان ہوں اور دونوں اس امر کے قائل ہوں کہ سُود لینا اور دینا منع ہے، تب وہ سود سے بچے رہیں گے۔ لیکن اگر ان میں سے ایک شخص اس کا قائل نہیں تو وہ مثلاً سَو یا دوسَو روپیہ قرض دے کر کہہ دے کہ اس پر چار آنہ سینکڑہ سُود لگے گا تو روپیہ لے کر یہ مجبور ہو جائے گا کہ سُود ادا کرے۔

یا مثلاً ورثہ کے احکام ہیں اگر پنجاب کا ایک باپ کہتا ہے کہ میں اپنی جائداد اپنی اولاد میں شریعت کے مطابق تقسیم کروں گا اس پر جھٹ بیٹا کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میں یہ تقسیم نہیں ہونے دوں گا یا بیوی اس کی مخالف ہو جاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں یہ تقسیم نہیں ہونے دوں گی۔ جس طرح عام رواج ہے اسی طرح تقسیم کرو تو باوجود خواہش کے وہ اس حکم پر عمل نہیں کر سکے گا کیونکہ قانون اس کے مخالفوں کے حق میں ہے۔

اسی طرح کئی سیاسی احکام ہیں جو ایک کامِل نظام کے مقتضی ہیں اور اگر نظام نہ ہو تو ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ مثلاً شریعت نے کہا ہے کہ بھاؤ مقرر کئے جائیں اور اس اس رنگ میں مقرر کئے جائیں۔ اب اگر کوئی نظام نہ ہو تو اکیلا انسان کہاں بھاؤ مقرر کرا سکتا ہے۔ پس جب تک نظام نہ ہو جو دونوں فریق کو مجبور کرے صرف ایک فریق باوجود علم اور ارادہ کے اس پر عمل نہیں کر سکتا۔

(5) پھر نئی جماعت کے لئے یہ بھی مشکل ہوتی ہے کہ ابتدائی صحابہؓ ہی اصل تعلیم کو جاری کر سکتے ہیں۔ اگر ان کے زمانہ میں عمل نہ ہو تو پھر کوئی صورت باقی نہیں رہتی اور لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جب صحابہؓ نے جو اتنے بڑے بزرگ تھے یہ نظام جاری نہیں کیا تو ہم کیوں کریں؟

(6) چھٹی بات یہ ہے کہ جب تک اپنا نظام قائم نہ کیا جائے پرانا نظام مٹ ہی نہیں سکتا۔ آخر جب تک ہم اپنے نظام کا کوئی اعلیٰ نمونہ نہ دکھائیں پرانی چیز کو لوگ کیوں چھوڑیں؟ وہ جب تک ہم اپنے نظام کا بہتر نمونہ ان کے سامنے پیش نہ کریں اس بات پر مجبور ہوتے ہیں کہ پُرانے نظام کو ہی اختیار کئے رہیں۔ پھر اس کے علاوہ ایک خطرناک بات یہ ہے کہ خود اپنے آدمی اس کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں اس لئے بغیر نظام کے وہ مقصود پورا ہی نہیں ہو سکتا اور وہ انقلاب جو مطلوب ہے کبھی رونما ہی نہیں ہو سکتا۔

انقلاب حقیقی کے قیام میں ہمارا کام

پس جبکہ انقلاب پیدا کرنے کیلئے یعنی پرانے نظام کو مِٹانے اور نئے نظام کو قائم کرنے کیلئے اور اس حد تک قائم کرنے کیلئے کہ نیا آسمان اور نئی زمین پیدا ہو جائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ہم نے اس بارہ میں کیا کام کیا ہے؟ تم جانے دو معترضین کے سوالات کو، آؤ ہم سب احمدی مل کر یہ بات سوچیں کہ کیا واقع میں اگر بیرونی دنیا سے کوئی شخص ہندوستان میں آجائے اور اسے احمدی اور غیر احمدی کا کوئی فرق معلوم نہ ہو اور فرض کرو کہ وہ بہرہ بھی ہے اور لوگوں سے سن کر بھی معلوم نہ کر سکتا ہو کہ فلاں احمدی ہیں اور فلاں غیر احمدی اور فرض کرو کہ وہ گونگا بھی ہو اور خود بھی دریافت نہ کر سکتا ہو لیکن اس کی آنکھیں ہوں جن سے وہ دیکھے اور اس کا دماغ ہو جس سے وہ سمجھے تو کیا وہ ہم کو دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ اِن لوگوں کا آسمان اور ان لوگوں کی زمین اَور ہے اور دوسرے لوگوں کا آسمان اَور، اور دوسرے لوگوں کی زمین اَور ہے؟ یا وہ کچھ بھی نہیں سمجھے گا اور وہ کہے گا کہ غیر احمدیوں میں سے بھی کچھ لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے اسی طرح احمدیوں میں سے بھی کچھ لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے ان میں بھی بعض کمزور اور بداعمال ہیں اور اِن میں بھی بعض کمزور اور بداعمال ہیں اور اگر وہ یہی نتیجہ نکالے تو بتلاؤ وہ کب اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ کا آسمان نیا ہے اور جماعت احمدیہ کی زمین نئی ہے؟

پس سوچو اور غور کرو کہ ہم نے اس وقت تک کیا کیا ہے؟ ہم نے کچھ مسئلے سمجھ لئے ہیں، کچھ چندے دے دیتے ہیں اور کچھ ذاتی اصلاح کر لیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ غیر احمدیوں میں اور ہم میں اگر کوئی فرق نکل سکتا ہے تو یہ کہ غیر احمدیوں میں زیادہ لوگ جھوٹ بولنے والے ہوتے ہیں مگر ہم میں کم لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ ان میں سے اکثر تارکِ نماز ہوتے ہیں اور ہم میں سے اکثر نمازیں پڑھنے والے ہوتے ہیں لیکن ایک حصہ ہم میں بھی تارک الصّلوٰۃ لوگوں کا ہوتا ہے۔ پھر وہ تبلیغ نہیں کرتے اور ہم میں سے اکثر تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ قرآن بہت کم جانتے ہیں اور ہماری جماعت کے لوگ نسبتاً زیادہ قرآن جانتے ہیں لیکن شکل وہی ہے، طرز وہی ہے، چیز وہی ہے، پس آسمان کس طرح بدل گیا اور زمین کس طرح بدل گئی؟ بلکہ ہماری حالت تو یہ ہے کہ ابھی تک ہم پرانے نظام سے نفرت بھی پیدا نہیں کر سکے۔ ابھی تک ہمارے بعض نوجوان مغربیت کے دلدادہ ہیں۔ وہ مغربی فیشن کی تقلید میں اسلامی تمدّن اور اسلامی تہذیب کو فراموش کئے ہوئے ہیں اور بجائے اس کے کہ ہم دشمن کو مِٹا دیتے، اس کی تہذیب کو پارہ پارہ کر دیتے اور اس کے تمدّن کی بجائے اسلامی تمدّن قائم کر دیتے، اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ہمارے فلاں آدمی کو جو دشمن چھین کر لے گیا ہے، اسے ہم واپس لائیں لیکن ہم جونہی اسے واپس لاتے ہیں دشمن ہمارے دس آدمی اور چھین کر لے جاتا ہے اور ہماری تمام کوشش اور ہماری تمام سعی پھر اسی کام میں صرف ہو جاتی ہے کہ انہیں دشمن سے واپس لائیں۔ پس بجائے دشمن کے تمدّن کو مٹانے کے اپنے آدمیوں کو چھُڑانے میں ہی ہم لگے رہتے ہیں۔ پس ضرورت ہے کہ ہم اس نہایت ہی اہم امر کی طرف توجہ کریں اور دنیا کے تمدّن اور دنیا کی تہذیب کو بدل کر اسلامی تمدّن اور اسلامی تہذیب اس کی جگہ قائم کریں۔

انقلاب حقیقی کے قیام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حصہ

ممکن ہے کوئی کہے کہ آپ نے الہامات تو سنا دیئے اور قرآن کریم کی آیات سے بھی استدلال کر لیا مگر کیا آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے زیادہ الہامات سمجھتے ہیں یا ان سے زیادہ قرآن جانتے ہیں؟ اور اگر نہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیوں اس کی ابتداء نہ کی؟

سو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واضح الہاموں میں اس کی ابتداء رکھ دی گئی ہے اور بار بار آپ نے اپنی تحریرات میں اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہونگے۔ اسی طرح کئی الہامات و مکاشفات کے ذریعہ سے آپ نے اپنے اس منصب کو بیان کیا ہے۔ پس جب اس کی ابتدا ہو چکی تو ابتدا کیلئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ فوراً تکمیل تک پہنچ جائے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ قرآن کریم کے ایک حکم کے مطابق جو الہام میں بھی آپ پر نازل ہوا۔ آپ نے اس کام کو ترتیب کے ساتھ کرنا شروع کیا تھا مگر آپ کی وفات کے بعد وہ رشتہ ترتیب کا ہمارے ہاتھ سے کھویا گیا یا شاید اللہ تعالیٰ کا منشاء خود اس قدر وقفہ دینے کا تھا اور وہ حکم یہ ہے۔

انقلاب کے چار ادوار

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِہِمُ الْکُفَّارَ۔ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْہُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (سورۃ الفتح:30) **کہ مسیح موعود کے زمانہ میں انقلاب کے چار دَور ہونگے۔** اوّل اَخْرَجَ شَطْئَہٗ یعنی اصول بیان کئے جائیں گے اور اس وقت ایسی ہی حالت ہوگی جیسے بیج زمین میں سے اپنا سر نکالتا ہے اور وہ حالت نہیں ہوگی جو اسلام کے پہلے دَور میں تھی۔ اور جسے اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ اَتٰٓی اَمْرُاللّٰہِ (النحل: 2) یا اَتَی اللّٰہُ بُنْیَانَہُمْ (النحل:27) بلکہ وہاں ترتیب ہوگی اور تدریجی ترقی ہوگی۔ پہلے ایمان کا ایک بیج ہوگا جو قلوب کی زمین میں بویا جائے گا، پھر وہ بیج آہستہ آہستہ اُگنا شروع ہوگا اور اُس کی بیج کی شکل نہیں رہے گی بلکہ روئیدگی کی شکل ہو جائے گی۔

اس کے بعد ترقی کا دوسرا دَور آئے گا جسے خدا تعالیٰ نے اٰزَرَہٗ کے لفظ میں بیان فرمایا ہے کہ اس وقت وہ پودا مضبوط ہو جائے گا اور اجرائے شریعت عملی طور پر کر دیا جائے گا۔

پھر تیسرا دَور اس وقت آئے گا جب اِسْتَغْلَظَ کی پیشگوئی پوری ہوگی۔ یعنی وہ کمزور پودا موٹا ہو جائے گا اور وہی تحریک جو پہلے معمولی نظر آتی تھی اور دُنیا کے تھوڑے حصہ پر حاوی تھی تمام دُنیا پر حاوی ہو جائے گی اور لوگ جُوں جُوں احمدی بنتے چلے جائیں گے وہ تعلیم بھی سب عالم میں پھیلتی چلی جائے گی۔ گویا اَسْتَغْلَظَ میں انتشارِ فی العالم کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

اور پھر چوتھا دَور اس وقت آئے گا جب فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ کا نظارہ نظر آنے لگ جائے گا یعنی اسلامی بادشاہتیں قائم ہو جائیں گی اور وہ تھوڑے سے اسلامی مسائل جو خالص اسلامی حکومت سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی عملی رنگ میں جاری ہو جائیں گے اور تمام دُنیا کا ایک ہی تمدّن ہوگا اور ایک ہی تہذیب۔ یہ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ کے الفاظ ایسے ہی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ اُس نے عرش پر استوٰی کیا۔

پھر فرماتا ہے کہ اسلامی تمدّن جو احمدیت کے ذریعہ سے قائم کیا جائے گا اتنا شاندار اور اتنا اعلیٰ ہوگا کہ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ دوسری قوموں اور تمدّنوں کی آنکھیں کھول دے گا اور وہ حیران ہو ہو کر احمدیت کی کھیتی کو دیکھیں گے اور کہیں گے کہ یہ کھیتی تو بڑی اچھی ہے۔ یہ وہی بات ہے جو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ (الحجر :3) کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تعلیم کو عملی رنگ میں جب دنیا میں قائم کر دیا تو کئی دفعہ ایسا ہؤا کہ کفار نے بھی اپنی مجالس میں کہا کہ ہے تو یہ جھوٹا مگر اس کی تعلیم بڑی اعلیٰ ہے اور ان کے دلوں میں بھی خواہش پیدا ہوئی کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

اسی طرح فرماتا ہے جب احمدیت کے ذریعہ سے اسلامی تمدّن تمام دُنیا میں قائم کر دیا گیا اور اسلامی حکومتیں اقطارِ عالَم پر چھا گئیں تو یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ دوسرے مذہبوں والے کہیں گے کہ اب اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ لِیَغِیْظَ بِہِمُ الْکُفَّارَ۔ مگر جو عنید اور شدید دشمن ہوں گے وہ تو اس انقلاب کو دیکھ کر مر ہی جائیں گے اور کہیں گے کہ اب ہم سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ پہلے جن لوگوں کا ذکر تھا وہ ایسے ہیں جن کی فطرت صحیحہ زندہ ہوگی۔ وہ اس نظام کی برتری اور فوقیت کا اقرار کریں گے اور کہیں گے کہ کاش ہمیں بھی ایسے نظام میں شامل ہونے کا موقع ملتا۔ مگر جو شدید دشمن ہوں گے وہ ہاتھ کاٹنے لگیں گے اور کہیں گے کہ اب ہماری فتح کی کوئی صورت نہیں۔ پس مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں پہلا دَور تھا کہ پنیری نکل رہی تھی مگر اب وقت آ گیا ہے کہ دوسرا دَور شروع ہوتا کہ اُن لوگوں کی موجودگی میں جنہوں نے نورِ نبوت سے براہِ راست حصہ لیا ہے یہ کام مکمل ہو جائے۔ اگر یہ کام آج نہ ہؤا تو پھر کبھی بھی نہیں ہو سکے گا۔

(ماخوذ از کتاب ''انقلاب حقیقی'')

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

جماعت احمدیہ میانمار کا جلسہ سیرت النبی ﷺ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ :محمد سالک۔ مبلغ انچارج میانمار)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میانمار کو مورخہ 21/مارچ 2010ء کو جلسہ سیرت النبی ﷺ کے انعقاد کی توفیق ملی۔

پروگرام کا آغاز صبح نو بجے خاکسار (محمد سالک) کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے بعد خاکسار نے اپنی افتتاحی تقریر میں اسلامی اصول کی فلاسفی میں سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق حسنہ کے بنیادی اصولوں کے بعض اقتباسات پیش کئے۔ اس کے بعد مکرم حاجی عبدالرشید صاحب نے ''مستشرقین کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی اخلاقی حالت'' کے بارہ میں تقریر کی۔ بعدازاں مکرم کبیر احمد صاحب نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں آنحضرت ﷺ کا مقام'' کے بارہ میں ملفوظات کے بعض اقتباس سنا کر مثالوں سے آپؐ کے مقام کو واضح کیا۔

اس کے بعد تین خدام نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس کے بعد اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم عبدالرحمٰن صاحب نے کی جس کا عنوان تھا ''آخری زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیاں''۔ آپ نے مسیح موعودؑ کی آمد کے بارہ میں پیشگوئیاں وضاحت سے بیان کیں۔

آخر پر خاکسار نے سب احباب کا شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا سے یہ جلسہ برخاست ہوا۔

اس جلسہ میں شرکت کے لئے مختلف احمدیہ جماعتوں مثلاً مانڈلے، مولمین اور رمیوں کی جماعتوں سے احباب شامل ہوئے۔ شرکاء کی کل تعداد چارصد رہی جن میں ڈیڑھ صد سے زائد غیر از جماعت اور غیر مسلم دوست تھے۔ بعض غیر مسلم احباب دور کی جگہوں سے بھی تشریف لائے۔ سب مہمانوں میں سلسلہ کی کتب بطور تحفہ تقسیم کی گئیں۔ خدام نے ایک نمائش کا انتظام بھی کیا تھا جس میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم اور دیگر کتب کی نمائش کی گئی۔ مہمانوں نے اس میں خصوصی دلچسپی لی۔ اس نمائش میں ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کی تصاویر لوگوں کی توجہ کا مرکز رہیں۔

اس جلسہ کی تیاری اور تزئین میں خدام، انصار، لجنہ اور ناصرات نے بھرپور حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا کرے۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ جماعت میمنار کی کوششوں میں برکت ڈالے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خواہش کے مطابق بہترین نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

SEVEN VACANCIES - Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1. Arabic Speaker
2. Russian Speaker
3. Indonesian Speaker
4. Urdu Speakers (4 vacancies)

We are a UK registered charity organised as a religious community. We also run our own training academy and TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLES: We are inviting applications for the above seven posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record and be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and have the additional main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

Likely posting Main qualification/work

Minister of Religion Teach and edit Arabic magazine Arabic speaker training academy London

Prepare and present religious programmes on TV Russian speaker Headquarters London SW18

Prepare and present religious programmes on TV Indonesian speaker Headquarters London SW18

Prepare, present and supervise preaching activities Urdu speaker Headquarters London SW18

Prepare, present on TV and supervise preaching activities Urdu speaker Headquarters London SW18

Research, present on TV and edit preaching articles Urdu speaker Editorial office London SW19

Minister of Religion Teach and edit Urdu magazine Urdu speaker training academy London

JOB DESCRIPTION:

You would be required to do some or all of the following:
lead congregational prayers and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve their social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; read news, sports or weather reports; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager to identify the needs of the targeted audience in South East Asia or Russia; working with the Channel Head and the wider team, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:

You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have interpretation skills in Urdu and Arabic languages and in respect of the second and third advertised vacancies with some understanding of either Indonesian or Russian. You must have served as a Minister of Religion for not less than two years and have a good record of performance. You will preferably have some previous broadcasting experience, although not essential, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East and the ability to read and predict local trends. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, be able to follow instructions and memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED:

You are expected to have either:

a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies or professional qualification; or a relevant HND level qualification; or an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience; or at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE:

The stipend/customary offerings package include the following:
Above minimum wage or £2520/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg rates, gas, electricity paid; travel expenses reimbursed; 28 paid holidays per annum; private medical insurance cover.)

Closing Date: 5 May 2010

Please apply to:

Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:

The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,

16 Gressenhall Road London SW18 5QL

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت قاری غلام مجتبیٰ صاحب چینیؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ 27/مارچ 2008ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت قاری غلام مجتبیٰ صاحب چینیؓ آف اسلام گڑھ ضلع گجرات کی سیرۃ وسوانح سے متعلق ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت قاری غلام مجتبیٰ صاحبؓ اور آپؓ کے دو بھائی یعنی حضرت قاری غلام حم صاحبؓ (وفات 6 ستمبر 1941ء قادیان) اور حضرت قاری غلام یٰسین صاحب (وفات 24 جولائی 1940ء قادیان) کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب میں شمولیت کی سعادت حاصل ہے۔

حضرت قاری غلام مجتبیٰ صاحب قریباً 1870ء میں موضع رسولپور ضلع گجرات میں میاں محمد بخش صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ فقیہ تھے اور جب سورج اور چاند کو گرہن لگا تو انہوں نے فرمایا کہ مہدی پیدا ہوگیا ہے۔ اسی طرح آپؓ کی والدہ ماجدہ بھی ولی اللہ عورت تھیں، درود شریف کا بہت ورد کیا کرتی تھیں اور بچوں کو بھی اس کی نصیحت کرتیں۔ چنانچہ حضرت قاری صاحبؓ فرماتے ہیں کہ بچپن میں ہی میری والدہ درودِ تاج پڑھنے کی تاکید کرتیں اور درود تاج کی چلہ کشی بھی کی، مجھے بھی متعدد مرتبہ زیارت خواب میں مختلف پیرایوں میں ہوئی......۔

حضرت قاری صاحب ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہانگ کانگ میں سپرنٹنڈنٹ جیل رہے اور ریٹائر ہوکر قادیان میں سکونت اختیار کی۔ بچپن میں ہی آپ کو کسی کے مہدویت کے دعویٰ کا علم ہوگیا تھا لیکن 1899ء میں جب ہانگ کانگ میں مقیم تھے تو حضرت اقدسؑ کی کتاب "ازالہ اوہام" ملی جس نے دل پر خاص اثر کیا۔ 1901ء میں درثمین پڑھی جس میں اردو اور فارسی نظمیں ملی جلی تھیں۔ اس میں حضرت مسیح موعود نے ایک دعا مانگی ہے۔ جب ہم نے اس دعا کے ان الفاظ کو پڑھا ؎

آتش فشاں بر در و دیوار من
دشمنم باش و تباہ کن کار من

یعنی اگر مَیں تیری طرف سے نہیں ہوں تو میرے در و دیوار پر آگ برسا اور میرے دشمن کو خوش کر اور میرے کام کو تباہ کردے۔

تو میں نے کہا کہ اگر یہ سچا ہے تو زہے قسمت اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اس نے جھوٹ میں بھی کمال کردیا ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ ایک دن جھینگا مچھلی کے حلال یا حرام ہونے پر میرا اپنے دوست کے ساتھ اختلاف ہوگیا۔ ہم جامع مسجد ہانگ کانگ کے پٹھان امام کے پاس گئے جن کے پاس موجود مولوی عبدالحیٔ صاحب دہلوی کی ایک کتاب فتاویٰ میں مختلف لوگوں نے اسے حرام، حلال اور مکروہ تنزیہی یا مکروہ تحریمی قرار دیا تھا۔ تب میں نے کہا کہ ہمیں تو ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اس کو حرام یا حلال بتائے۔ اس پر اس مولوی نے نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی نکالی جس کو پڑھ کر ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ عنقریب امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے۔ کچھ عرصہ بعد میرے بھائی کی چٹھی مجھے ملی کہ حضرت امام مہدی پیدا ہوگئے ہیں اور ہم نے ان کی بیعت کرلی ہے۔ جب مَیں 1906ء میں رخصت پر لاہور آیا تو میرے دونوں بھائی احمدی ہوچکے تھے اور مجھے اشارۃً دعوت الی اللہ کرتے رہتے تھے لیکن کبھی کھلی تبلیغ نہیں کی۔ میں اپنی نماز الگ پڑھتا تھا۔ دو روز کے بعد میں نے ایک بھائی سے سوالات کئے جن کے جواب جزوی بھی درست لگے تو مَیں نے مان لیا۔

گاؤں میں مَیں نے اپنا مکان بنوانا شروع کیا تو بھائی نے مجھے کتاب "انجام آتھم" دی۔ حضرت صاحب کا دیگر علماء کو مباہلہ کا چیلنج پڑھ کر میرے دل میں بڑی رقت پیدا ہوئی اور مَیں اپنے بھائی کے ساتھ قادیان چلا آیا۔ مسجد مبارک میں حضورؑ کا انتظار کیا اور جب حضورؑ حجرہ میں تشریف لے آئے تو بعض لوگوں نے بیعت کے لئے عرض کیا۔ حضورؑ نے میرے بھائی کو پہچان لیا اور میری بیعت بھی قبول فرمائی۔ پھر چین کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ بیعت کے وقت حضرت مسیح موعودؑ اور میں تھا مگر وہ نور اپنی اس حالت میں دکھائی دیا جس حالت میں مَیں نے کشف یا خواب میں دیکھا تھا۔ تین دن قادیان میں قیام رہا۔ پھر واپس آکر حضورؑ کی خدمت میں لکھا کہ حضور مجھے معلوم نہیں میں کیوں یہاں آگیا ہوں، حضور کو دیکھنے کی تڑپ ہمیشہ دل میں موجزن رہتی ہے۔

واپس ہانگ کانگ جاکر آپؓ نے تبلیغ شروع کی اور اخبارات میں بھی اعلانات شائع کئے جس پر مخالفت ہوئی جس کا آپؓ نے بڑی ہمت اور استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا۔ آپؓ کے خلاف فتویٰ بھی دیا گیا کہ اس کے ساتھ کھانا پینا حرام ہے۔

آپؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے لوگوں کو کھول کر بتایا کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام ہے اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ چنانچہ 1906ء میں ہانگ کانگ کے سمندروں میں زلزلہ آیا ہزاروں آدمی مرگئے اور جہاز جو ہانگ کانگ کے سمندروں میں تھے ان میں سے کوئی بھی نہ بچا۔ یورپین لوگ کہتے تھے کہ ہمارے سٹاف میں صرف یہ ہی سچا آدمی ہے۔

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت قاری صاحب فرماتے ہیں کہ ایک سپاہی میرے پاس نماز کا ترجمہ سیکھنے آیا کرتا تھا جسے میں تبلیغ بھی کرتا۔ اس پر اس کے محکمہ کے سارجنٹ میجر نے جو ضلع جہلم کا باشندہ تھا اسے بہت سے سپاہیوں کے روبرو بہت سخت سست کہا اور مجھ سے ملنے سے منع کرکے حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں بھی ناشائستہ الفاظ کہے۔ اس پر سپاہی مذکور نے میرے پاس آنا چھوڑ دیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس سارجنٹ کو چند ہی دن کے بعد دیوانہ کردیا اس وجہ سے کچھ عرصہ تو بند مکان میں رکھا گیا۔ کسی قدر حالت درست ہونے پر جب اُسے باہر نکالا گیا تو اس پر فالج گرا۔ میں اس کے پاس گیا تو وہ خود ہی وہ واقعہ بیان کرکے کہنے لگا کہ اس وجہ سے میری یہ حالت ہوئی ہے آپ میرے لئے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ معاف کردے۔ آخر اُسے اسی حالت میں گھر پہنچایا گیا جہاں جاکر مرا۔ اُس کے بعد جو سارجنٹ میجر ہوا، میں نے اس کو یہ نشان بتلا کر کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ آپ کے محکمہ کے لوگوں کے سامنے ایک لیکچر دوں اس نے خوشی سے اجازت دیدی اور میں نے دل کھول کر تبلیغ کی۔

آپؓ کی تبلیغی رپورٹس الفضل میں بھی شائع ہوتی رہیں۔ آپؓ کا مرکز سے باقاعدہ رابطہ تھا۔ 1913ء میں آپؓ قادیان آکر دربار خلافت سے مستفید ہوتے رہے۔ خلافت اولیٰ میں جب صدر انجمن قادیان کی شاخ ہانگ کانگ میں بنی تو حضرت قاری صاحب اس کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔

آپؓ نے چین میں تبلیغ کے لئے اپنے بچوں کو چینی زبان بھی سکھانی شروع کی۔ نیز اپنے خرچ پر مربی منگوانے کے لئے مرکز سے درخواست بھی کی۔ 1922ء میں بھی قادیان آکر اپنی اولاد کے ساتھ کچھ عرصہ قیام کیا۔

1914ء میں آپ ہانگ کانگ میں ہی تھے کہ آپ کو خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات اور منکرین خلافت کی خبر پہنچی۔ آپؓ نے بغیر کسی تردّد کے بیعت خلافت ثانیہ کی اور اس سلسلے میں اپنی ایک لمبی رؤیا بھی مرکز کو بھجوائی جو اخبار "الفضل" میں بعنوان "چین سے شہادت" کے تحت چھپی۔

حضرت قاری صاحبؓ نے دینی خدمات میں خوب حصہ لیا۔ نہ صرف بطور سیکرٹری ہانگ کانگ اس خدمت کو بجالاتے رہے بلکہ 1912ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے تعمیر مدرسہ کے لئے ایک لاکھ روپے کی تحریک فرمائی تو حضرت قاری صاحب نے اس مد میں 51 ڈالر چندہ کا وعدہ فرمایا۔ یتامیٰ فنڈ میں اور تعمیر مسجد کے لئے چندہ کی ادائیگی میں آپؓ کا نام بھی اخبار میں شائع ہوتا رہا۔ آپؓ 1/10 حصہ کے موصی تھے، جب 1936ء کی مجلس مشاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حصہ وصیت میں تین سال کے لئے اضافہ کرنے کی تحریک فرمائی تو آپؓ نے حضورؓ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے 1/9 حصہ کا اضافہ کیا۔ خلافت جوبلی فنڈ میں آپ نے -/100 روپے چندہ دیا۔ مارچ 1944ء میں جب حضور نے اسلام کے لئے اپنی جائیداد وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو آپؓ نے اپنی دو ماہ کی آمد پیش کردی۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی شامل ہوئے۔

ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے بقیہ زندگی قادیان میں ہی گزاری۔ اس دوران محلّہ دارالرحمت کے صدر اور 1937ء میں لوکل انجمن احمدیہ کے جنرل پریذیڈنٹ رہے، نیز نظارت امور عامہ میں بھی خدمات بجالاتے رہے۔ آپؓ نے حضورؓ کی وقارِ عمل کرنے کی تحریک پر بھی نہایت شوق سے لبیک کہا۔

قیام پاکستان کے بعد آپؓ زیادہ تر اپنے بیٹے ڈاکٹر عبدالقادر صاحب کے ساتھ مختلف مقامات پر رہے اور 92 سال کی عمر میں 24/اکتوبر 1962ء کو لاہور میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔ آپؓ کی اہلیہ محترمہ حسناء بیگم صاحبہ نے 22 دسمبر 1946ء کو بعمر 50 سال وفات پائی تھی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ آپ کے دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر عبدالقادر صاحب ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر فیصل آباد رہے جو 16/جون 1984ء کو فیصل آباد میں شہید ہوئے۔

مکرم ہمایوں وقار صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ 18/اپریل 2008ء میں مکرم سعید احمد ناصر صاحب نے اپنے بیٹے مکرم ہمایوں وقار صاحب کا ذکر خیر کیا ہے جنہیں کسی نے اُن کی دکان میں ہی گولیاں مار کر شہید کردیا۔

مکرم ہمایوں وقار صاحب 1973ء میں ڈیرہ غازیخان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ پھر شیخوپورہ میں D.Com تک پڑھا اور لاہور سے B.Com کیا۔ ساری تعلیم بہت ہی سادگی سے اور بغیر کسی مطالبہ کے حاصل کی۔ پھر جرمن زبان کا کورس بھی پاس کیا کیونکہ اُس کا ارادہ جرمنی جانے کا تھا۔ لیکن بعض حالات کی وجہ سے وہ جرمنی نہ جاسکا تو لاہور میں کچھ عرصہ بطور سیلز مین کام کیا اور 2001ء میں قلیل سرمایہ سے شیخوپورہ میں گارمنٹس کی دکان کھول لی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کی کوششوں میں بہت برکت عطا فرمائی۔

7 دسمبر 2007ء کو جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ جمعہ MTA پر سننے کے بعد رات ساڑھے آٹھ بجے گھر سے دکان پر گیا لیکن واپس نہ آیا۔ رات اطلاع ملی کہ ہمایوں کو گولی لگ گئی ہے اور سول ہسپتال ایمرجنسی روم میں ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو چند منٹ بعد ڈاکٹر نے اُس کی وفات کی اطلاع دیدی۔ بوقت وفات اس کی عمر 34 سال تھی اور ابھی شادی نہ ہوئی تھی۔

بظاہر ہمایوں کی کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی۔ وہ نہایت سادہ، منکسرالمزاج، پاک سیرت، بااخلاق اور درویش طبع تھا۔ خدام الاحمدیہ کے مختلف عہدوں پر خدمات کی توفیق پاتا رہا۔ وفات کے وقت وہ ناظم تربیت نومبائعین ضلع تھا۔ خلافت سے اتنی گہری وابستگی تھی کہ وہ MTA پر خلفاء کے خطبات جمعہ نہایت باقاعدگی سے سنا کرتا تھا۔ جماعتی میٹنگ اور جماعتی دورے باقاعدگی سے کرتا تھا۔ اتنا متوکّل تھا کہ کبھی اپنے کاروبار کو جماعتی خدمات کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیا۔ تدفین مقامی قبرستان میں عمل میں آئی۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ 28/اپریل 2008ء میں مکرم مبشر احمد محمود صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اگر جیئے تو یہ کارِ مُحال کرنا ہے
کسی کی چشمِ ستم کیش کو بدلنا ہے
جو طِفل دل ہے تو پھر عمر بھر نظر رکھنا
کسے خبر ہے کہ اس نے کہاں مچلنا ہے
کسی کی زُلفِ سیاہ سے گزر بھی جا محمود
ابھی تو چشمِ غزالاں سے بھی نپٹنا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
7th May 2010 – 13th May 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 7th May 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:25 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 28th May 1997.
02:30 Historic Facts: part 25.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:40 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, rec. on 17th August 1994.
04:50 Jalsa Salana Burkina Faso 2004: opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 26th March 2004.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 23rd May 2009.
08:05 Siraiki Service
08:50 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, rec. on 29th March 1994.
10:05 Indonesian Service
11:05 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday sermon
13:10 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News
14:10 Bengali Service
15:20 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15 Friday Sermon [R]
17:20 Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 11th June 2006.
18:00 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:10 Friday Sermon [R]
22:20 Honey Bee
22:50 Reply to Allegations [R]

Saturday 8th May 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:30 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 29th May 1997.
02:45 MTA World News & Khabarnama
03:20 Friday Sermon: rec. on 7th May 2010.
04:25 Rah-e-Huda: interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community, rec. on 24th April 2010.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Jalsa Salana Burkina Faso 2004: opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 27th March 2004.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 3rd December 1995. Part 1.
09:20 Friday Sermon [R]
10:25 Indonesian Service
11:20 French Service
12:25 Tilawat
12:35 Yassarnal Qur'an
12:55 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
13:55 Shotter Shondhane
14:55 Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Huzoor, recorded on 24th May 2009.
16:00 Khabarnama
16:15 Rah-e-Huda: interactive talk show
17:45 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:05 Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Huzoor [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 9th May 2010

00:55 MTA World News & Khabarnama
01:25 Yassarnal Qur'an
01:45 Tilawat
01:55 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th July 1997.
03:00 Khabarnama
03:15 Friday Sermon: rec. on 7th May 2010.
04:25 Faith Matters
05:30 Wayne Clements Oil Painting: part 3.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat class with Huzoor, recorded on 30th May 2009.
07:30 Faith Matters: no. 25.
08:35 Honey Bee
09:10 Jalsa Salana Benin 2004: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 7th April 2004.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 7th March 2008.
12:00 Tilawat
12:10 Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Qur'an
13:00 Bengali Service
13:55 Friday Sermon [R]
15:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat class [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:30 Faith Matters [R]
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:35 Honey Bee [R]
21:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Kuch Yaadain Kuch Baatain

Monday 10th May 2010

00:05 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:55 Yassarnal Qur'an
01:20 International Jama'at News
01:55 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th July 1997.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:20 Friday Sermon: rec. on 30th April 2010.
04:40 Honey Bee
05:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 18th June 1996. Part 1.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht with Huzoor, recorded on 6th June 2009.
08:05 Seerat-un-Nabi (saw)
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th December 1997.
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on 5th March 2010.
11:20 Jalsa Salana Speeches: Muhammad Inaam Ghori on the life of the Holy Prophet (saw).
12:00 Tilawat & International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon: rec. on 1st May 2009.
15:15 Jalsa Salana Speeches [R]
16:00 Khabarnama
16:20 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht [R]
17:35 Le Francais C'est Facile: lesson no. 81.
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th July 1997.
20:35 International Jama'at News
21:10 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht [R]
22:15 Jalsa Salana Speeches [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Tuesday 11th May 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th July 1997.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:40 Seerat-un-Nabi (saw)
04:25 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th December 1997.
05:35 Jalsa Salana Holland 2004: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 5th June 2004.
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class with Huzoor recorded on 7th June 2009.
08:10 Question and Answer Session: rec. on 18th June 1996. Part 2.
09:15 Slough Peace Conference
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 17th July 2009.
12:05 Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:50 Yassarnal Qur'an: lesson no. 19.
13:05 Bangla Shomprochar
14:10 Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 14th September 2003.
15:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15 Question and Answer Session [R]
17:20 Yassarnal Qur'an [R]
17:35 Historic Facts
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 7th May 2010.
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class [R]
22:10 Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
22:45 Intikhab-e-Sukhan: rec. on 24th October 2009.

Wednesday 12th May 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:10 Yassarnal Qur'an: lesson no. 19.
01:25 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 22nd July 1997.
02:40 Learning Arabic: lesson no. 28.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:35 Question and Answer Session: rec. on 18th June 1996. Part 2.
04:45 Slough Peace Conference
05:25 Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 14th September 2003.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Wayne Clements Oil Painting
07:00 Children's class with Huzoor recorded on 3rd May 2009.
07:50 MTA Variety: Waqf-e-Nau Tarbiyyati Class.
09:05 Question and Answer Session: rec. on 19th June 1996.
10:05 Indonesian Service
11:05 Swahili Service
11:55 Tilawat
12:10 Yassarnal Qur'an
12:30 From the Archives: Friday sermon delivered on 27th July 1984 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
13:25 Bangla Shomprochar
14:25 Jalsa Salana UK 2003: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 25th July 2003.
16:00 Khabarnama
16:10 Children's Class [R]
17:00 Yassarnal Qur'an [R]
17:15 Question and Answer Session [R]
18:15 MTA World News
18:35 Arabic Service
19:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 23rd July 1997.
20:45 MTA Variety [R]
21:55 Jalsa Salana UK 2003 [R]
23:20 From the Archives [R]

Thursday 13th May 2010

00:20 MTA World News & Khabarnama
01:00 Tilawat
01:10 Yassarnal Qur'an
01:30 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 23rd July 1997.
02:40 MTA World News & Khabarnama
03:10 From the Archives: rec. 27th July 1984.
04:05 Wayne Clements Oil Painting: part 4.
04:30 Jalsa Salana UK 2003: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 25th July 2003.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 MTA Variety: rhino charge in Kenya.
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 14th June 2009.
08:05 Faith Matters: part 29.
09:10 English Mulaqat: with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), rec. on 9th June 1996.
10:15 Indonesian Service
11:10 Pushto Muzakrah
12:00 Tilawat
12:15 Yassarnal Qur'an
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 7th May 2010.
14:00 Jalsa Salana UK 2003: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 25th July 2003 from the ladies Jalsa Gah.
14:45 Tarjamatul Qur'an Class: : an in-depth explanation of Qur'anic verses, rec. on 18th August 1994.
16:00 Khabarnama
16:25 Yassarnal Qur'an [R]
16:50 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service [R]
20:30 Faith Matters [R]
21:40 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:55 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 17 | Friday 30 April, 2010 | Issue No. 18

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے
26 ویں جلسہ سالانہ کا شاندار انعقاد

(رپورٹ باسط احمد مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ)

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کا 26 واں جلسہ سالانہ 18,19,20 دسمبر 2009ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار آئیوری کوسٹ کے دارالحکومت آبی جان Abidjan میں منعقد ہوا۔ جلسہ کا انتظام ایک سکول کی عمارت میں کیا گیا۔

آبی جان کی لجنہ، خدام اور انصار نے وقار عمل کے ذریعہ جلسہ کا انتظام رضا کارانہ بنیادوں پر کیا۔

18 دسمبر 2009ء بروز جمعہ دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد اور بعد نماز فجر درس القرآن سے ہوا۔

اسی دن جلسہ گاہ کے وسیع پنڈال میں مکرم امیر و مشنری انچارج عبدالقیوم پاشا صاحب نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز ظہر و عصر پڑھائی۔

جلسہ سالانہ کا باقاعدہ افتتاح 4 بجے لوائے احمدیت اور اور آئیوری کوسٹ کا قومی پرچم لہرانے کی سادہ اور پروقار تقریب سے ہوا۔

افتتاحی اجلاس کی کاروائی

افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک کے ساتھ ہوا اور بعد ازاں ترجمہ فرانسیسی اور مقامی زبان جولا میں ہوا۔ اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے کچھ اشعار کو مترنم آواز میں پڑھا گیا۔

اس کے بعد مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب امیر و مبلغ انچارج آئیوری کوسٹ نے ''جلسہ سالانہ کی غرض و غایت اور تقویٰ اور اس کی اہمیت'' کے موضوع پر افتتاحی تقریر کی اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعدد اقتباسات پیش کئے۔

اس اجلاس کی دوسری اہم تقریر ''تعلق باللہ اور اس کے حصول کے ذرائع'' کے عنوان پر مکرم عمر معاذ کولیبالی صاحب مربی سلسلہ مالی کی تھی۔ شام سات بجے پہلے دن کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

رات 9 بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ کی ریکارڈنگ سے حاضرین مستفید ہوئے۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے بابرکت دن کا آغاز بھی باجماعت نماز تہجد اور درس الحدیث سے ہوا۔

19 / دسمبر بروز ہفتہ اجلاس کی کارروائی کا آغاز حسب معمول تلاوت قران پاک و ترجمہ سے ہوئی اور اس کے بعد ایک خادم نے 'قصیدہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام' مترنم آواز میں پیش کیا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر ''تربیت اولاد'' کے موضوع پر معلم مکرم عبدالرحمٰن وترہ صاحب نے کی۔

جلسہ کے مرکزی موضوع کی اہم تقریر ''اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل'' مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب امیر و مبلغ انچارج نے کی۔ جس کا جولا زبان میں رواں ترجمہ بھی ہوا۔ اس اجلاس کی اہم بات شہر کی بعض سرکردہ، معزز شخصیات کی شرکت تھی۔ ان میں نمائندہ وزیر تعلیم، ڈائریکٹر امیگریشن، گورنر بسم، سابق میئر آجامے اور بعض سرکاری افسران شامل تھے۔ تمام مہمانوں نے تقاریر نہایت توجہ سے سنیں۔ بعد ازاں گورنر بسم اور نمائندہ وزیر تعلیم نے مختصراً اسلام کے پیغام اور جماعتی مساعی کو سراہا۔

تیسری تقریر ''برکات خلافت' مکرم محمد ادریس طاہر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تھی۔

اس کے بعد تمام معزز مہمانان کرام نے امیر صاحب کی ہمراہی میں تصویری نمائش دیکھی جو مساجد، سکولز، ہسپتالز، جماعتی مساعی میڈیکل کیمپس، water for life کے تحت لگنے والے پمپ، مختلف زبانوں میں تراجم قران پاک، جماعتی کتب، ریویو دی ریلیجنز وغیرہ نمائش کی زینت تھے۔ معزز مہمانوں نے نمائش کو پسند کیا اور مہمانوں کی کتاب میں تاثرات قلمبند کئے۔ اس کے بعد تمام مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

بروز ہفتہ کی سہ پہر تیسرے اجلاس کی کاروائی غانا کے مہمان مکرم ابوبکر ایوب صاحب کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت قران پاک اور منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ کے بعد پہلی تقریر خاکسار نے ''خدمت قرآن پاک جماعت احمدیہ''۔ جس کے بعد دوسری تقریر عمر معاذ کولی بالیکی ''نماز با جماعت اور اس کی اہمیت'' کے موضوع پر تھی جو مقامی جولا زبان میں کی گئی بعد ازاں فرانسیسی ترجمہ پیش کیا گیا۔ بعد نماز مغرب و عشاء تیسرا سیشن اختتام پذیر ہوا۔

عشاء کی نماز کے بعد نیشنل مجلس خدام الاحمدیہ اور نیشنل مجلس انصاراللہ کی میٹنگز ہوئیں جن میں ملک بھر سے آئے ہوئے قائدین اور زعماء اعلیٰ انصاراللہ نے شرکت کی اور ریجنل کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔

20 / دسمبر بروز اتوار دن کا آغاز حسب معمول نماز تہجد باجماعت اور درس القرآن سے ہوا۔

اختتامی اجلاس کی کاروائی مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب امیر و مبلغ انچارج آئیوری کوسٹ کی زیر صدارت شروع ہوئی۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ اور نظم کے بعد مکرم صدیق دومبیا مربی سلسلہ نے ''مالی قربانی اور اس کا فلسفہ'' کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ اس کے بعد ہمسایہ ممالک مالی اور گھانا کے وفود نے مختصر تقاریر کیں اور پھر گھانا کے وفد نے اپنے مخصوص انداز میں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ کر ایک سماں باندھ کیا حاضرین خوب محظوظ ہوئے۔ نیشنل صدر خدام الاحمدیہ اور صدر انصاراللہ نے بھی مختصر اظہار خیال کیا۔

اس کے بعد آئیوری کوسٹ کے جلسہ کا دلچسپ حصہ ''مَیں احمدی کیوں ہوا'' جس میں نو مبائع اپنے احمدی ہونے کے ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہیں پیش ہوا۔ مختلف علاقوں کے 9 احباب نے واقعات بیان کئے۔

آخر میں امیر صاحب نے ''تلاوت قران کریم اس کی اہمیت اور آداب'' کے موضوع پر اختتامی تقریر کی جس کے بعد تقریب تقسیم انعامات ہوئی اس میں خدام الاحمدیہ کی تربیتی کلاس کے 18 شرکاء کو اسناد اور انعامات دیئے گئے۔ اس کے بعد شعبہ تعلیم میں بورڈ کی سطح پر نمایاں کارکردگی حاصل کرنے والے 11 سکول و کالج کے طلباء اور طالبات کو اسناد و انعامات تقسیم کیے گئے۔ اس کے بعد قران پاک ناظرہ کا پہلا دور ختم کرنے والے احباب اور بچوں میں اسناد و انعامات تقسیم کیے گئے جن کی مجموعی تعداد 38 تھی۔

حسب روایت 2009 میں وفات پانے والے احباب و خواتین کے ناموں کی فہرست برائے دعائے مغفرت جلسہ کے آخر پر پڑھ کر سنائی گئی۔ اس کے بعد امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی اور اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ آئیوری کوسٹ کا 26 واں جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اللہ کے فضل سے ہمارے جلسہ کو بھرپور میڈیا کوریج حاصل ہوئی۔ جلسہ سے پہلے افسر جلسہ سالانہ کو آئیوری کوسٹ کے نیشنل t.v پر دو دفعہ 15-15 منٹ کے لئے جلسہ کے بارہ میں پروگرام کرنے کی توفیق ملی الحمدللہ اور اسی طرح دوران نیشنل ٹی وی R.T.I کے نمائندہ جلسہ گاہ میں کوریج کے لئے موجود رہے۔ اور نیشنل خبرنامہ میں جلسہ کی خبر دو دفعہ جلسہ کی ویڈیو کے ساتھ، تفصیلاً نشر ہوئی اسی طرح مقامی ریڈیو Youpougon کے نمائندہ ہمہ وقت جلسہ گاہ میں موجود رہے اور جلسہ کے تینوں دن live جلسہ کے پروگرام نشر کرتے رہے۔ اسی طرح بعض دوسرے شہروں کے ریڈیو نمائندگان نے پروگرامز کی ریکارڈنگز کیں۔ اسی طرح Abengourou شہر میں جلسہ سے قبل روزانہ متعدد بار ریڈیو پر جلسہ کا اعلان نشر ہوتا رہا۔

جلسہ سے قبل اور بعد میں ملک کے 8 اخبارات میں جلسہ سالانہ اور جماعت احمدیہ کے تعارف کے بارے میں آرٹیکل چھپ چکے ہیں۔ بعض اخبارات نے حضرت مسیح موعودؑ کی بڑی تصاویر شائع کر کے جلسہ کی خبر کو کوریج دی۔ الحمدللہ

اس سال جلسہ سالانہ میں 4037 افراد نے شرکت کی اس میں 1250 نومبائعین اور 649 غیر از جماعت افراد شامل ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ عالمگیر کو دن دگنی رات چگنی ترقی دے اور ہر لحہ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور نیک اور سعید روحیں اس قافلہ میں شامل ہوتی چلی جائیں اور اللہ ہم سب کو مقبول خدمت دین کا موقع دے۔ آمین۔

بقیہ: اسپغول کے فوائد از صفحہ 4

باعث بنتا ہے۔ ☆......اگر گرمی کے باعث بخار ہو جائے یا ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے سر گھوم رہا ہو تو ایسی صورت میں بھی ایک تولہ اسپغول یا چھلکا اسپغول میٹھے پانی یا کسی شربت کے ساتھ کھا لیا جائے تو افاقہ ہو جاتا ہے۔ ☆......خون کے دورے سے بچنے کی خاطر بھی اسپغول یا اس کا چھلکا ہر روز شربت صندل کے ساتھ کھانے سے لازمی افاقہ ہوتا ہے۔ ☆......اسپغول معدے کی کئی بیماریوں اور معدے کے السر کا علاج کرنے کے لئے شافی حیثیت رکھتا ہے۔ معدے کی کئی بیماریوں کا علاج بھی اسپغول یا اس کا چھلکا کھانے سے کیا جاتا ہے۔ ☆......اگر کسی کو نسیان یعنی بھول جانے کا مرض لاحق ہو اور اس کی یادداشت کمزور ہو رہی ہو ایسی صورت میں دو ماشہ اسپغول روزانہ استعمال کرنے سے مرض جاتا رہتا ہے۔ ☆...... چند دن چھلکا اسپغول عرق گلاب میں ملا کر بالوں پر لیپ کریں تو اس سے بال نرم اور ملائم ہو جاتے ہیں۔

الفضل انٹرنیشنل ہمیں کیوں پڑھنا چاہئے

اس لئے کہ:

☆...... یہ مرکز سلسلہ اور آپ کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے۔

☆......اس میں درج قرآن و حدیث کی پر معارف تفسیر و تشریح اور ملفوظات و ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفائے احمدیت آپ کے ازدیاد ایمان اور علم و معرفت میں ترقی کا موجب بنتے ہیں۔

☆......اس میں خلفائے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطبات، خطابات، مجالس سوال و جواب، مجالس عرفان وغیرہ کا مکمل متن شائع ہوتا ہے۔

☆...... یہ اہل علم حضرات کے ٹھوس علمی اور تحقیقی مضامین اور صاحب طرز شعراء کے کلام کے ذریعہ دنیا بھر کی دینی اور اخلاقی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی طرح اس میں جماعت کی عالمی خبریں اور اشاعت اسلام کے لئے سرگرمیوں کی رپورٹس بھی شائع ہوتی ہیں۔

☆...... یہ ایک روحانی چشمہ ہے جو آپ کی اور آپ کی نسلوں کی روحانی اور علمی سیرابی کا موجب ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایئے اور آج ہی الفضل انٹرنیشنل اپنے نام جاری کروایئے